امیر المجاہدین امیر ملت قبلہ عالم حضرت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری



بہ سرپرستی: زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

رحمۃ اللہ علیہ

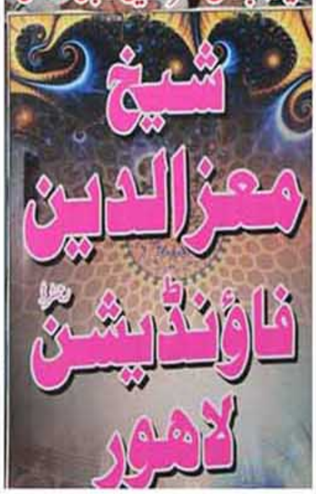
انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود
صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ
معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب
نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے



محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری



پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی



1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April



بہ سرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم
بہ نظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
بہ ظلِّ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

جلد ۵۹ بابت ماہ جولائی ۱۹۷۱ء شمارہ ۱۶

ایڈیٹر

غلام رسول گوہر جماعتی

مدیر معاون

مولانا عبد العزیز صاحب نقشبندی مرتضائی

بدلِ اشتراک

سالانہ چندہ	۵ روپے	بھارتی خریدار پتہ ذیل پر چندہ بھیج کر
معاونین سے	۱۰ روپے	رسید ڈاک ہیں بھیج دیں۔
سرپرست حضرات سے	۲۰ روپے	حاجی پیر محمد طاہر جماعتی محلہ تمباکو والا مرادآباد (یو۔پی)

مقامِ اشاعت:۔ اندرون کوٹ عثمانخاں قصور ضلع لاہور

محمود حسن پرنٹر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوا کر غلام رسول گوہر پبلشر نے کوٹ عثمان خاں قصور سے شائع کیا۔

فہرست

اسے بھی پڑھ لیجئے!

افسوس ہے کہ ہمارے بعض کرم فرماؤں نے بار بار توجہ دلانے کے باوجود بھی ابھی تک اپنا زرِ سالانہ عنایت نہیں فرمایا ہم ان حضرات سے مؤدبانہ بصدقۂ شاہِ جماعت عرض کرتے ہیں کہ رسالہ کی بقاء اور اس کی توسیع اشاعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے براہِ کرم جلد توجہ فرمائیں نیز جن حضرات کا سالانہ چندہ اس شمارہ پر ختم ہو رہا ہے اس کی علامت اس دائرہ میں سرخ نشان ہے وہ براہِ کرم سالِ آئندہ کیلئے سالانہ چندہ اپنی اولین فرصت میں ارسال کریں یا ہمیں اجازت دیں کہ آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی ارسال کر دیں جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہو گا۔ کئی احباب کیطرف کئی سالوں کا چندہ واجب الادا ہے ان کو بار بار مطلع کرتے ہوئے ہمیں خود شرم آتی ہے ان کو اس بات کا خود خیال ہونا چاہیئے۔

قسط ۱۳ مسلسل

انوار القرآن

(مولانا غلام رسول گوہر مدیر مسئول)

"اور وہ ایمان رکھتے ہیں قرآن پر جو آپ کی طرف اتارا گیا" اور تورات اور زبور اور انجیل اور دیگر صحائف پر "جو آپ سے پہلے نازل کئے گئے" یعنی ایمان دار وہ ہے جو تمام اگلی اور پچھلی کتابوں پر ایمان لائے کہ وہ رب تعالیٰ کی کتابیں ہیں جو اس نے ازمنۂ سابقہ میں وحی سے اپنے رسولوں پر نازل کیں۔

ایمان لانے میں جیسے ملائکہ اور رسولوں کی تعداد کا ذکر نہیں کیا جاتا اس لئے کہ ان کی صحیح اور قطعی تعداد بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں اور نہ نصوص قطعیہ میں ان کی تعداد بتائی گئی ہے اسی طرح کتابوں کی تعداد کا ذکر نا بھی جائز نہیں مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن پر ایمان لایا یا اس نے کہا کہ میں ان چار کتابوں پر ایمان لایا تو ایماندار نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ نے جو ان سے زائد کتابیں نازل فرمائی ہیں ان پر ایمان نہ ہوا۔ ایمان لانے کی صورت یہ ہے کہ وہ کہے میں اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر جتنے بھی وہ اللہ کے علم میں ہیں ایمان لایا۔ اللہ کی کتابوں یا اس کے رسولوں اور ملائکہ سے کسی ایک کے انکار یا نہ ماننے سے ایمان متحقق نہیں ہوتا ہم یہودیوں اور نصرانیوں کو اگرچہ وہ اکثر رسولوں کو اور یوم آخرت اور حشر اور بعث اور جنت و نار اور حساب کتاب اور عذاب ثواب کو مانتے ہیں اسی لئے کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے بعض رسولوں اور بعض کتابوں کا انکار کیا یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کیا اور نصرانیوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کیا" اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں" کہ وہ آئیگی اور ضرور آئیگی کفار مکہ اور مشرکین آخرت کو نہیں مانتے تھے ان کا خیال تھا صرف دنیا ہی ہے اس کے بعد کوئی اور جہان نہیں جس میں کسی کو اس کے اعمال کی جزا اور بدلہ دیا جائیگا ان کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کو کسی نہ کسی طرح اس کا اچھا بدلہ یہاں دنیا میں ہی مل جاتا ہے اور اگر کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کا برا بدلہ وہ یہیں پا لیتا ہے مرنے کے بعد کوئی اور جہان نہیں جہاں اس کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اس واسطے یوم آخرت پر ایمان لانا اور اس کا یقین کرنا مومنین کے اوصاف میں شمار کیا گیا ہے۔ "وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں" ہدایت کے معنے اس راستے کے ہیں جس پر چلنے والا اپنے رب کو راضی کرے اور اس کا قرب پائے اور وہ دین اسلام اور سنت رسول اور قرآن ہے۔ ہدایت کے معنے نور اور استقامت کے بھی ہیں۔ ان دو معنوں سے آیت

کا مطلب یہ ہے کہ ایمان دار اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں اور قرآن تعلیم اور سنت رسول پر مستقیم اور ثابت قدم ہیں وہ کبھی تاریکی اور ظلمت کی طرف جو اسلام کا غیر ہے نہیں جاتے بلکہ نور پر یعنی اسلام پر قائم ہیں اور اگر کبھی بہ تقاضائے بشریت یا بھول چوک سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً توبہ کرتے اور معافی مانگتے ہیں۔ فلاح و کامیابی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان قیامت کے دن اپنے رب کو راضی پائیں گے اور جنت میں جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ خوش رہیں گے اور دوزخ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ
أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے برابر ہے کہ آپ ان کو ڈر سنائیں یا نہ سنائیں"

اس ایک آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار کا ذکر فرمایا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام شب و روز کفار مکہ کو حق کی دعوت دیتے کہ تم اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اسی کی عبادت کرو۔ اس کے غیر بتوں وغیرہ کی عبادت نہ کرو اور مجھے اپنے رب کا سچا رسول مانو اس نے مجھے اپنی کتاب اور معجزات دیئے ہیں مگر وہ ایمان نہ لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب مبارک اس سے بہت پراگندہ اور مغموم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسکین دی کہ ان کے دل بہت ہی سخت اور شقاوت کی انتہاء کو پہنچ گئے ہیں، آپ ان کو خدا کے عذاب کا کتنا ہی ڈرا دیں اب ہرگز ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

یہ حکم کافروں کی ایک مخصوص جماعت کے لئے ہے جن کے لئے اللہ کے علم ازلی میں ثابت ہو چکا تھا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اگرچہ انکا ایمان نہ لانا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کے نزول کے بعد واضح ہو گیا تھا مگر آپ پھر بھی ان کو حق کی دعوت دیتے رہے اور قرآن پاک کی آیات پڑھ کر سناتے رہے اس لئے کہ قرآن میں صرف اتنا ہی بتایا گیا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے ان کو وعظ سنانے اور ہدایت سے منع نہیں کیا گیا تھا اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی ہدایت کو قبول نہ کرے، تو کرے ہدایت دینے والا تو ثواب سے محروم نہ رہے گا۔

کفر کی اقسام

کفر چار طرح کا ہے۔ کفرِ انکار، وہ یہ ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کو مطلقاً نہ جانے نہ اس کی ذات کو نہ اس کی صفات کو، مانند فرعون کے، اس نے کہا تھا ما علمت لکم من الٰہ غیری۔ میں اپنے سوا تمہارے لئے کوئی خدا نہیں جانتا۔ کفرِ جحود وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے پہچانے مگر اقرار نہ کرے مثل شیطان کے کہ وہ دل سے پہچانتا ہے مگر زبان سے اقرار نہیں کرتا۔ کفرِ عناد وہ یہ ہے کہ دل سے اس کو پہچانے اور زبان سے اقرار بھی کرے مگر اس کے دین کو نہ اپنائے مثل امیہ بن ابی صلت اور ابی طالب کے کہ وہ اللہ کو دل سے جانتا بھی تھا اور اس کا اقرار بھی کرتا تھا مگر اللہ کے دین کو قبول نہیں کرتا تھا جیسا کہ ابو طالب نے اپنے اشعار میں کہا ہے

ولقد علمت بان دین محمد
من خیر ادیان البریۃ دینا

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

مسلسل

بزرگانِ دکن

حضرت بہاء الدین انصاری دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(مولانا درد کاکوروی کے قلم سے)

بہاء الدین آپ کا نام، انصاری لقب ہے۔ اورنگ آباد دکن میں آپؒ "لنگوٹ بند" کے نام سے مشہور ہیں۔ والد کا نام ابراہیم ہے تقریباً آپ شروع چھٹی ہجری (سنہ [illegible]ھ مطابق ۱۲۰۳ء) میں پیدا ہوئے ہوں گے جھند قصبہ جو سرہند کے علاقہ میں ہے وہ آپ کا وطن ہے۔ فتح ہندوستان کے معرکے کے وقت آپ کے اجدادِ کرام چوتھی صدی ہجری میں سندھ تشریف لائے، سندھ ہی میں سکونت اختیار فرمائی پھر علاقہ پنجاب کی ریاست جند میں متوطن ہو گئے۔ حضرت بہاء الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ وہیں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے رشد و ہدایت کے انوار چمکنے لگے۔ سنِ شعور سے پہلے ہی کلامِ مجید حفظ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی علوم متداولہ کی بھی تکمیل ہو گئی۔ عنفوانِ شباب میں باطنی کشش نے بغداد مقدس پہنچا دیا۔ بارگاہِ جیلانی سے دولتِ علم حقیقی سے سرفراز فرمایا گیا پھر آپ حجاز تشریف لے گئے۔ یہاں سید ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ (نبیرہ غوثِ صمدانی) اس وقت حجاز میں تشریف فرما تھے۔ یہ قطبِ وقت مسلک قادریت کے خضرِ راہ تھے اس لئے ان کے پاس چند روز قیام رہا۔ رشد سے سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے جب سید ابو العباس حرمین شریفین کی زیارت کو چلے تو حضرت بہاء الدین انصاری ان کے ساتھ تھے۔ حج و زیارت سے فراغت کے بعد حرم محترم کے اندر بیعت ہوئی اور خلافت کا اجازت نامہ بھی کعبہ میں بیٹھ کر مرتب ہوا تھا چنانچہ آپ نے اپنے رسالہ شطاریہ میں اس طریقے پر اس کا تذکرہ فرمایا ہے:

"انہوں نے (یعنی سید عبد القادر جیلانی نے) اپنے سعید بیٹے سید عبد الرزاق کو تلقین فرمائی اور انہوں نے ایک اور شیخ کو تلقین کی یہاں تک کہ میرے مرشد حضرت سید احمد الجیلی قادری تک تلقین کا سلسلہ پہنچا، کلمہ توحید اور تمام اذکار کی تلقین فرمائی اور بابِ کعبہ کے سامنے قادریہ خرقہ پہنا کر اجازتِ مطلقہ مرحمت فرمائی اور اس بات کی اجازت دی کہ مجھ

سے کوئی تلقین چاہے اور جو لباس
فقر پہنا چاہے اس کو پہناؤں۔"

اسی وقت سفرِ ہند کی ہدایت فرمائی گئی پنجاب وادو دھر کے راستے طے کرتے ہوتے مالوے میں تشریف فرمائی ہوئی۔ مانڈوے میں اس وقت حضرت سید نجم الدین غوث الدھر قلندر کا غلغلہ بلند تھا۔ قلندریت کی نعمت کی چاشنی سے شراب قادریت کو دو آتشہ بنایا گیا۔ اس طرح تفرید مطلق اور تجرید محض کا اعزاز بھی مل گیا۔

دکن میں عروس چشتیت نے فراواں جمال کے بعد نقاب اوڑھ لی تھی۔ چراغ طریقت ٹمٹمانے لگا تھا۔ روغنِ قادریت سے سہارا دیا گیا اور دولت آباد میں ضیا افگنی کا حکم ہوا۔

دہلی میں بھی بسلسلہ سیر و سیاحت آپ مقیم رہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے سلسلہ کا جہاں تذکرہ ہے وہاں آپ کو دولت آبادی کے ساتھ دہلوی بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔

ایرجی بزرگ

ایرج مقام کے رہنے والے سید ابراہیم ایرجی آپ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ بمقام دہلی حضرت امیر خسرو کے پائیں ایک حجرے میں ان کا مزار ہے۔ یہ ایسے اعظم خلیفہ ہیں کہ حضرت بہاء الدین انصاری نے آپ کی تعلیم کے لئے ایک مستقل رسالہ شطاریہ نام تحریر فرمایا تھا۔ سید ابراہیم ایرجی نے حضرت شاہ بھکاری کاکوروی کو اجازتِ خلافت عطا فرمائی تو یہ فرمایا کہ میں نے حضرت بہاء الدین انصاری رحمہ اللہ سے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب تم کو بتلا دیا اور دیا (دیکھئے مشاہیر کاکوری ص۲۴۲)

۵ اس رسالہ شطاریہ میں جو کچھ ہے اس کی اہمیت حسب حدیث سے بڑھ جاتی ہے بسلسلہ حالات حضرت عبداللہ شطار رحمۃ اللہ علیہ صاحب جواہر خمسہ (یعنی حضرت غوث گوالیاری) نے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے (حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نزل علم الشطار قبل القرآن
فی صدری فوقفت حقیقة
الاشیاء من الازل الی الابد

(جواہر خمسہ۔ تاریخ خورشید ص۱۳۹)

"قرآن نازل ہونے سے پہلے میرے سینے میں علم شطار نازل ہوا ازل سے ابد تک جو حقیقتیں ہیں وہ مجھ پر اس علم سے ظاہر ہو گئیں۔"

سلطان محمود خلجی کے بیٹے سلطان غیاث الدین کے زمانہ سنہ ۱۳۲۱ء مطابق سنہ ۷۱۹ھ میں آپ نے قصبہ منڈو (اُجین) کے گورنروں میں سے کسی گورنر کے اصرار پر قصبہ منڈو میں قیام فرمایا تھا اس وقت آپ کی ۲۱۸ سال کی عمر تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان اور اس کے اطراف میں تغلقی پھریرا لہرا رہا تھا۔ جب تغلق کی بدولت دہلی اجڑی اور دولت آباد ہوا یعنی پایۂ تخت قرار دیا گیا تو تقریباً ۷۲۷ھ مطابق ۱۳۲۷ء میں آپ دکن تشریف لائے اور ضلع بیدر میں قیام فرمایا۔ پھر ضلع بیدر سے تقریباً ۸۵۶ھ مطابق ۱۴۵۲ء میں آپ دولت آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ اس طرح دولت آباد میں (جو

اب ضلع اورنگ آباد کا ایک قصبہ سمجھا جاتا ہے) آپ کو آتے ہوئے پانچ سو سال ہوتے ہیں۔

سید محمود ملتانی بیدری اور سید ابراہیم ایرجی جیسی بلند پایہ شخصیتوں نے یہیں دولت آباد میں تعلیم وتلقین حاصل کر کے اجازت خلافت پائی اور دوسرے بزرگانِ عظام بھی چمنستانِ قادری کی بہار لوٹتے رہے۔ دولت آباد میں بڑی خانقاہ تعمیر ہوئی مدرسہ علمیہ قائم ہوا۔ حدیث وفقہ کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک کے بھی ظاہری باطنی سبق دئے جانے لگے۔ (میں نے بزمانہ قیام اورنگ آباد ان کو خود دیکھا ہے، امتدادِ زمانہ سے منہدم پڑی ہوئی ہیں)۔

حضرت بہاء الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ کا قادری سلسلہ اسطرح ہے :-

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق کو اجازت خلافت عطا فرمائی انہوں نے حضرت ابوصالح کو، انہوں نے حضرت ابونصر کو، انہوں نے حضرت سیف احمد کو، انہوں نے حضرت حسن کو، انہوں نے سید محمد ثانی کو، انہوں نے حضرت سید علی کو، انہوں نے حضرت سید موسے کو، انہوں نے حضرت سید حسن کو، انہوں نے حضرت سید ابوالعباس کو، انہوں نے حضرت بہاء الدین انصاری دولت آبادی کو، رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

بانسے شریف کا سلسلہ اسطرح ہے :-

حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے سید عبدالرزاق بغدادی کو اجازت خلافت دی (ان سے حضرت بہاء الدین انصاری تک اوپر والے نام ہیں) حضرت بہاء الدین انصاری نے سید محمد ملتانی کو اجازتِ خلافت عطا فرمائی، انہوں نے حضرت شاہ جلال کو، انہوں نے حضرت سید خدابخش کو، انہوں نے حضرت شاہ ابراہیم ملتانی کو، انہوں نے حضرت ابراہیم بھکری کو، انہوں نے شاہ امان اللہ کو، انہوں نے حضرت سید حسین کو، انہوں نے حضرت شاہ ہدایت کو، انہوں نے حضرت سید شاہ عبدالصمد کو، انہوں نے حضرت عبدالرزاق بانسوی کو اجازت خلافت عطا فرمائی۔

قادری شاہ بھکاری کاکوروی کا سلسلہ اسطرح ہے :-

حضرت سید عبدالقادری جیلانی نے اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق بغدادی کو اجازت خلافت عطا فرمائی (ان سے حضرت بہاء الدین انصاری تک اوپر والے ہیں) حضرت بہاء الدین انصاری نے حضرت سید ابراہیم ایرجی کو اجازت خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی کا پہلا سلسلہ اس طرح ہے :-

حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق بغدادی کو اجازت خلافت عطا فرمائی۔ (ان سے حضرت بہاء الدین انصاری تک وہی اوپر والے نام ہیں) حضرت بہاء الدین انصاری نے حضرت سید ابراہیم ایرجی کو، انہوں نے حضرت شیخ عبدالعزیز کو، انہوں نے حضرت شیخ بدرالدین کو، انہوں نے حضرت شاہ عبداللطیف

کو، انہوں نے حضرت عظمت اللہ اکبر آبادی کو، انہوں نے حضرت شاہ عبدالرحیم کو، انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو، انہوں نے حضرت شاہ محمد عاشق کو، انہوں نے حضرت ابوسعید نقشبندی کو، انہوں نے حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ تراب علی قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ حیدر علی قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ تقی علی قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ علی اکبر قلندر کو، انہوں نے حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ تقی حیدر قلندر کو، انہوں نے حضرت حافظ شاہ علی حیدر قلندر کو، انہوں نے حضرت شاہ مصطفےٰ حیدر قلندر کو (موجودہ سجادہ نشین کاکوروی) اور حضرت شاہ مجتبےٰ حیدر قلندر کو اجازت خلافت مرحمت فرمائی۔

کتاب نفحات العنبریہ کے صفحہ ۳۲ میں ہے کہ حضرت شاہ بھکاری کاکوروی کے پوتے اپنی کسی ضرورت سے دہلی گئے، مرزا غیاث منل کے یہاں ٹھہرے۔ یہ شخص آپ کے دادا کا مرید تھا اس نے اپنی تنگدستی اور پریشانی کا حال عرض کیا اور دعا کی درخواست کی مخدوم موصوف نے دعا فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غیاث وزیر ہو گیا۔ مخدوم عبدالکریم اور حافظ محمد حسن (جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے رشتہ دار تھے) ان سے ملاقات ہو گئی وہ آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی ملاقات کو لے گئے۔ وہ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ دو روز آپ کو ان کے حلقے میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔ قادری نسبت کا یہ اثر تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبند، نقشبندیہ نسبت چھوڑ کر قادری توجہ دینے لگے۔ تیسرے روز حضرت مجدد الف ثانی نے عرض کیا کہ دو روز سے آپ اپنی نسبت چھوڑ کر لواسطہ نسبت قادری توجہ دے رہے ہیں فرمایا بے شک مگر ان صاحبزادے کی وجہ سے نسبت کا ظہور رہا ہے۔ یہ حضرت قاری شاہ بھکاری کاکوروی کے پوتے اور جانشین ہیں اس پر حضرت مجدد مخدوم عبدالکریم علیہ الرحمتہ سے خاص طور پر ملے اور اپنے سلسلہ شاگردی کا بھی تذکرہ فرمایا۔

---

[1] سریانی زبان میں احد کو قلندر کہتے ہیں (دیکھو کتاب تفسیر القلندر) قلندریت ہے۔ مولانا احمد جام فرماتے ہیں: قلندر پرتو نور الہی ست؛ قلندر پرتو انوار شاہی ست۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو کتاب نفحات العنبریہ ملاحظہ فرمائیے یا تذکرہ غوثیہ دیکھیے جس کو ملک چنن دین دارالشفا والے کی نوری دکان کشمیری بازار لاہور نے دوبارہ طبع کیا ہے اور اس ناچیز درد سے لفظ قلندر وغیرہ کی شرح کروائی ہے۔ قلندروں کو علم لدنی یا اویسی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اسی نعمت کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے نبی نے حضرت عمر اور حضرت علی کو حضرت اویس قرنی کے پاس جانے کا حکم دیا تھا۔ قرآن شریف میں علم لدنی کا تذکرہ ہے: وعلمناه من لدنا علما۔ من لدنك، من لدنا۔ یہ سب آیتیں سورۃ کہف میں ہیں۔ اسی علم کے حاصل کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے حضرت خضر کے پاس جانے کا حکم دیا تھا۔ جو حضرات مقام احدیت کے جلووں سے سرفراز ہوتے ہیں وہی قلندر کہلاتے ہیں۔ منشی تاج الدین قلندر نے اپنی کتاب کبریت احمر میں اس کی تفصیل لکھی ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی قلندر تھے۔ انہوں نے اپنے عربی قصیدے میں مخدع کا لفظ لکھا ہے۔ مخدع سے قلندری مقام کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھئے کتاب اصول المقصود (درد کاکوروی)۔

گذشتہ سے پیوستہ

المجالس السنیہ

بہلول کی یہ باتیں سن کر ہارون الرشید بہت رویا۔ کسی نے بہلول کو کہا تو نے امیر المومنین کے عیش کو مکدر کر دیا۔ ہارون الرشید نے اس کو کہا اللہ تجھے قتل کرے فریب خوردہ وہ ہے جس نے تمہیں فریب دیا اور سعید وہ ہے جو تم جیسوں سے دور رہا۔ اس کے بعد بہلول وہاں سے چلا گیا۔ دیکھ اے بھائی اس نصیحت کی طرف کہ کتنی بڑی نصیحت ہے۔

فائدہ

قالت نملۃ یاایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون " کہا چیونٹی نے اے چیونٹیو داخل ہو جاؤ اپنے گھروں میں کہیں سلیمان اور اس کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ دے۔"

ابن عطاء نے اس کی تفسیر میں کہا کہ چیونٹی نے اپنے کلام میں دس چیزوں کو جمع کیا۔ اس نے اپنی قوم کو پکارا اور خطاب کیا، ان کو آنے والے خطرہ سے آگاہ اور بیدار کیا، اپنی بات ساری قوم کو سنائی، اور اس نے حکم دیا، اور نصیحت کی، اور ڈرایا، اور کلام کو خاص اور عام کیا، اور اشارہ کیا، اور اپنے کلام میں سلیمان اور اس کے لشکر کو پاؤں میں ان کو روندنے کی صورت میں معذور رکھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ "یاایھا النمل" میں ندار اور خطاب ہے اور اس کے قول "النمل" میں آگاہ کرنا ہے اور اس کے قول "ادخلوا" میں حکم ہے اور اس کے قول "مساکنکم" میں نصیحت ہے اور اس کے قول "لایحطمنکم" میں ڈرانا اور خوف دلانا ہے اور اس کے قول "سلیمان" میں تخصیص ہے اور اس کے قول "جنودہ" میں تعمیم ہے۔ اور اس کے قول "وھم" میں اشارہ ہے اور اس کے قول "لا یشعرون" میں معذور رکھنا ہے۔

ابن عطار نے کہا کہ چیونٹی نے پانچ حقوق ادا کئے اللہ کا حق، سلیمان کا حق، نمل کا حق، اپنا حق، لشکر کا حق۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالے نے چیونٹی پر بادشاہ ہونے کی حیثیت سے جو جملہ چیونٹیوں کی حفاظت اور نگہبانی کا حق عائد کیا ہے۔ اس نے اس کو آنے والے خطرہ سے آگاہ کر کے ادا کیا اور سلیمان کا حق اس طرح ادا کیا کہ اس پر چیونٹیوں کا جو حق تھا کہ وہ ان کو نقصان نہ پہنچاتے اس سے اس کو آگاہ کیا اور نمل کا حق اس طرح ادا کیا کہ اس کو بلوں میں داخل ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ پاؤں میں روندی نہ جائیں اور اپنا حق اس طرح ادا کیا کہ اس نے اللہ تعالے کی اطاعت اور فرمانبرداری کی یعنی اپنی قوم کو اللہ کے حکم کے مطابق ایک آفت سے جو آنے والی تھی اس سے بچنے کی نصیحت کی اور لشکر کا حق اس طرح ادا کیا کہ اس نے پہلے چاروں حق ادا کر کے چیونٹیوں کو پاؤں سے روندنے کے گناہ سے اس کو بچایا۔

ابن عطاء کا قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی عمر میں صرف دو بار ہنسی آئی ایک بار اس وقت جب لڑائی میں اس نے ضحاک پر قابو پایا اور ایک بار اس وقت جب اس کا چیونٹیوں کی وادی پر گذر ہوا اور چیونٹی کو یہ کہتے سنا کہ اے چیونٹیو! تم اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں پاؤں سے بے خبری کے عالم میں نہ روند ڈالے؛

پس اے میرے بھائیو قرآن میں بہت آیتیں ہیں جن میں ہمارے لئے نصیحتیں موجود ہیں اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کو وصیت اور نصیحت دیا کرتے تھے ان نصیحتوں نے ان کو نفع دیا اور قیامت کے دن تک، ان کے بعد آنیوالے لوگوں کو بھی نفع دیتی ہیں۔

آپ کے وصایا میں سے ایک وصیت حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا کہ وضو کامل کر تیری عمر میں زیادتی ہوگی جو مسلمان تجھ سے ملے اس کو سلام کہہ تیری نیکیاں زیادہ ہوں گی اور جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ تیرے گھر میں خیر و برکت بہت ہوگی اور چاشت کی نماز پڑھ اس لئے کہ جو اللہ کے نیک بندے تجھ سے پہلے ہو چکے ہیں یہ ان کی نماز ہے اور چھوٹے پر رحم کر اور بڑے کی عزت کر۔ ان نصیحتوں پر عمل کرنے کے سبب سے قیامت کے دن تو میرے رفیقوں میں ہوگا۔

آپ کی وصایا سے ہے کہ کشتی مضبوط کر اس لئے کہ سمندر گہرا ہے، زاد زیادہ کر اس لئے کہ سفر لمبا ہے اپنی پیٹھ کو بوجھ سے ہلکا کر اس لئے کہ گھاٹیاں دشوار گزار ہیں

عمل خالص کر اس لئے کہ پرکھنے والا بینا ہے۔ اور آپ نے اپنے اہل بیت میں سے بعض کو وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تیرے ٹکڑے کئے جائیں اور پرخچے اڑائے جائیں اور فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑ اس لئے کہ جو کوئی جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے اللہ کا ذمہ اور اس کی پناہ منقطع ہو جاتی ہے اور اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کر اس لئے کہ اس کی نافرمانی سے اس کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصایا اور نصائح بہت ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

خاتمہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض دوستوں کو چھ چیزوں کی وصیت کی (۱) کسی کی عیب جوئی اور مذمت کرنے سے قبل اپنا عیب تلاش کرنا اور اپنے نفس کو ملامت کرنی چاہیئے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ تیرے عیب اس کے عیبوں سے زیادہ ہوں اور کسی سے دشمنی کرنے سے قبل اپنے پیٹ سے دشمنی کر اس لئے کہ اس سے زیادہ تیرا کوئی دشمن نہیں۔ اور جب تو کسی کی حمد کرنا چاہے تو اللہ کی حمد کر اس لئے کہ اس سے زیادہ تجھ پر کسی نے احسان نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس سے زیادہ تجھ پر کوئی مہربان ہے اگر تو کوئی چیز چھوڑنا چاہے تو دنیا کو چھوڑ، اس لئے کہ اگر تو اس کو چھوڑے گا تو محمود ہوگا ورنہ وہ تجھے خود چھوڑے گی اور تو مذموم ہوگا۔ اور اگر تو کسی چیز کے لئے تیار ہونا چاہتا ہے تو موت کے لئے تیار ہو اس لئے کہ اگر تو نے اس کے لئے تیاری نہ کی تو تیرے اوپر خسارہ اور ندامت نازل ہوگی۔ اور اگر تجھے کسی چیز کی طلب کا شوق ہے تو آخرت طلب کر اس لئے کہ اسے بدوں طلب کے پایا نہیں جاتا۔

اس مجلس کے مسائل میں کفایت ہے اور ہم سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے عافیت اور عنایت کا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

المجلس الثامن فی الحدیث الثامن

آٹھویں مجلس آٹھویں حدیث میں

خطبہ:- الحمد للہ الذی لا یعبد بحق فی الوجود الا ایاہ الکریم الذی من توکل علیہ کفاہ ومن آمن بہ ھداہ ومن سالہ اعطاہ ما تمناہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

ولا ضد له ولا ند له ولا والد
له واشهد ان سیدنا محمدًا
عبده ورسوله سید خلقه و
خاتم انبیائه المخصوص بالمقام
المحمود الذی لم یقم فیه
سواه صلی الله علیه وسلم
وعلی اٰله واصحابه وازواجه
وذریته صلوٰةً وسلامًا دائمین
متلازمین الی یوم نلقاه آمین۔

ترجمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ اس کے سوا وجود میں حق کے ساتھ کوئی نہیں پوجا گیا۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس پر بھروسہ کیا وہ اس کے لئے کافی ہوا اور جو اس پر ایمان لایا اس نے اس کو ہدایت دی اور جس نے اس سے مانگا اس نے اس کو عطا کیا اور اس کی تمنا پوری کی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے نہ ضد ہے اور نہ اس کے لئے اولاد ہے اور نہ اس کے لئے باپ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی کل مخلوق کے سردار اور اس کے نبیوں کی مہر ہیں۔ مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں آپ کے سوا کوئی وہاں کھڑا نہیں ہوگا اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ وسلام دونوں ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہو کر ہمیشہ ہمیشہ آپ پر اور آپ کی اولاد اور اصحاب اور ازواج اور ذریت پر شب و روز لمحہ بہ لمحہ نازل ہوتی رہیں اس دن تک کہ ہم اس سے ملیں۔ آمین۔

الحدیث

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی اللہ تعالیٰ (رواہ البخاری)

ترجمہ

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں جنگ کروں لوگوں سے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بیشک محمد اللہ کا رسول ہے اور قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ پس جب انہوں نے یہ کیا تو انہوں نے مجھ سے بچا لیا اپنے ۲

۲ خونوں کو اور اپنے مالوں کو سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

قصیدہ شریف

یوم شاہ جماعت جو ۳۰، ۳۱ مئی کو قصور میں منایا گیا اس میں صوفی اصغر علی صاحب اصغر نے یہ قصیدہ اپنی خاص ادا میں پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین جلسہ نہایت محظوظ ہوئے اور داد تحسین کے ڈونگرے برساتے رہے۔

میرے قبلہ عالم امیرِ شریعت علی دی جماعت جماعت علی شاہ
خدا تے خدا دا نبی اس تے راضی جو کرسی اطاعت جماعت علی شاہ
جگر گوشہ زہرا دا حیدر دا دلبر حسین و حسن پاک دے دل دا جانی
کسے پیر مُڑکے اوہ جگ تے نہیں کرنی جو کر گئے سخاوت جماعت علی شاہ
طریقت دا رہبر شناسا حقیقت فخر اہلِ سنت ولایت دا مرکز
علامہ فہامہ محدّث مقرّر رئیسِ خطابت جماعت علی شاہ
ولی اس نوں آکھاں یا ابدال آکھاں قطب اس نوں آکھاں یا اخیار آکھاں
ادب دا سی پیکر مجدّد دا مظہر سراپا سی رحمت جماعت علی شاہ
چوراہی دے گھر پاک چوں فیض لے کے جنے ساری دنیا تے تقسیم کیتا
اوہ رہبر سی خُلق حمیدہ دا مظہر سی مخدوم ملت جماعت علی شاہ
جید نور نور الحسین نور حیدر چمک جس دی افضل تے اختر منور
جید اوصف سی مثل صدیقِ اکبر اوہ روحِ صداقت جماعت علی شاہ
اوہدے در تے جیہڑا سوالی گیا اے خدا دی قسم اوہ نہ خالی گیا اے
گیا اپنی جھولی مراداں تھیں بھر کے لٹا ندا سی نعمت جماعت علی شاہ
علی پور دا ہر ذرہ خورشید بن کے زمانے تے جھکاں پیا مارا دا اے
نبی پاک دے دین دی کس کرنی کر گئے جو جو خدمت جماعت علی شاہ
جیدی صوت وتح موت سی نجدیاں دی جنہوں لحنِ داؤدی بخشی سی رب نے
جیدی خوش بیانی دے چرچے سی اصغر اوہ شانِ کرامت جماعت علی شاہ

یوم شاہ جماعت قصور

۳۰ - ۳۱ مئی بروز اتوار پیر بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے کارخانہ مفصل قصور میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہ علی پوری کا تیسرا سالانہ عرس شریف یوم شاہ جماعت کے عنوان سے منایا گیا۔ جس میں اکناف و اطراف اور پاکستان کے طول و عرض اور بلادِ بعیدہ سے ہزاروں عقیدت مندوں نے شرف شمولیت حاصل کیا۔ مقررین حضرات اور علماء اور اعلیٰ حضرت امیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء نے حضرت امیرِ ملت قدس سرہ کی حیات طیبہ پر بصیرت افروز تقاریر فرمائیں۔ آپ کی پاکیزہ اور نورانی زندگی کے پر انوار اقتباسات پیش کئے۔ کسی نے آپ کے زہد و عبادت، ریاضات و مجاہدات اور اتباعِ شریعت اور سنت نبویہ سے والہانہ محبت کے پہلو کو اجاگر کیا اور کسی نے آپ کی حق گوئی کا وہ پہلو پیش کیا کہ سلاطین زمانہ اور نوابوں اور رئیسوں کو بھی برملا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور جو عیب کسی میں ہوتا اس پر گرفت کرتے اگرچہ وہ کوئی ہوتا آپ کی زبان پر عموماً یہ مقولہ ہوتا "جو سید ہے وہ ڈرتا نہیں اور جو ڈرتا ہے وہ سید نہیں"۔

اور کسی نے آپ کی شجاعت و سخاوت اور جود و نوال کو اور کسی نے مساکین نوازی کو بیان کیا۔ کسی نے آپ کی شانِ فقر سے حجاب اٹھایا اور کسی نے آپ کی شانِ امارت کو اجاگر کیا۔ کسی نے آپ کی تبلیغ اور سیاحتِ ارض کا تذکرہ کیا اور کسی نے آپ کے متعدد حجوں اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مطہرہ کی حاضری کے واقعات کو بیان کیا کسی نے آپ کے لنگر اور مہمان نوازی کا اور کسی نے آپ کی بلیغ خطابت کا تذکرہ کیا۔ کسی نے آپ کے قومی و ملی خدمات و مساعی کا تذکرہ کیا کہ مملکت خداداد پاکستان آپ کی مساعی جمیلہ کا رہینِ منت ہے۔ اگر آپ کی ظاہری و باطنی توجہات قائدِ اعظم کے شاملِ حال نہ ہوتیں تو پاکستان معرضِ وجود میں نہ آتا۔ آپ نے دین کا چراغ ایسے وقت میں روشن کیا کہ ہر چہار طرف سے الحاد و زندقہ کی بادِ صرصر اور آندھیاں اسلام کو مٹانے کے درپے تھیں۔ آپ نے تن من دھن سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی اور مخالف آندھیوں سے اس کی

حفاظت کی۔

کسی نے آپ کے جاہ وجلال اور کسی نے آپ کے خلق اور مکارم کو بیان کیا نعت خوانوں اور شعراء کرام نے بھی اس مجلسِ پاک میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

یوم شاہ جماعت کے جلسہ میں علی پور شریف سے علامۂ زماں حضرت مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب اور حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب اور حضرت مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب اور حضرت مولانا الحاج پیر سید اولاد حسین شاہ صاحب تشریف لائے تھے۔ ان حضرات نے جلسہ میں تقاریر بھی فرمائیں۔

اور علماء و فضلاء میں سے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب خطیب کاموں کے، حضرت مولانا محمد شریف صاحب ڈسکہ حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالحمید صاحب ظفروال۔ حضرت مولانا پیر سید غلام حسین شاہ صاحب ماڑی شریف گجرات، حضرت مولانا الحاج محمد شریف صاحب نوری، حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف قابل ذکر ہیں۔

شعراء میں سے جنہوں نے قصائد خوانی کی حضرت مولانا الحاج غلام رسول صاحب گوہر قصور، جناب ساقی صاحب، جناب حافظ صاحب جناب صائم صاحب، جناب صوفی اصغر علی صاحب اصغر قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے پنجابی زبان میں حضرت امیر ملت کی شان میں مناقب پڑھ کر حاضرینِ مجلس کو مسرور و محظوظ کیا۔

نعت خوان حضرات میں جناب شیخ افتخار احمد صاحب اور ان کے فرزندان، جناب حاجی محمد دین صاحب، جناب صوفی چوہدری محمد اسماعیل صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، جناب صوفی محمد حسین صاحب گلفروش وزیرآبادی جناب حافظ عبداللطیف صاحب سیالکوٹی قابلِ ذکر ہیں۔

جناب میاں علی اکبر صاحب نے کارخانہ کا وسیع احاطہ برقی قمقموں اور ٹیوبوں اور رنگین چھوٹے چھوٹے بلبوں سے ایسا سجایا ہوا تھا کہ جلسہ گاہ بقعۂ نور دکھائی دیتا تھا۔ جلسہ گاہ میں داخل ہونے کا بیرونی دروازہ بجلی کے چھوٹے چھوٹے قمقموں اور رنگین جھنڈیوں سے مزین تھا گرمی کے موسم کے اعتبار سے جابجا ٹھنڈے پانی کی سبیلیں لگی ہوئی تھیں۔ باہر سے آنے والے معزز مہمانوں کی سوڈے کی بوتلوں اور ٹھنڈے مشروبات سے خدمت کی گئی۔

اسٹیج کو رنگین برقی قطعات سے
سجانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ
کیا گیا تھا۔ مہمانوں کے کھانے اور
آرام کرنے کا مکمل طور پر انتظام کیا
گیا تھا۔ لنگر کا انتظام نہایت اچھا تھا
ہر ایک پیر بھائی کو عمدہ اور پیٹ بھر
کر بغیر تکلیف اور پریشانی کے کھانا میسر
ہوتا تھا۔

منتظمین جناب حاجی محمد دین صاحب،
چوہدری احمد دین صاحب، جناب حاجی
خالد صاحب، جناب شیخ نور احمد صاحب
داروغہ جناب مستری نور احمد صاحب ساقی
و دیگر حضرات بڑے شوق سے اپنے فرائض
کو ادا کر رہے تھے۔

(بقیہ صـ۳۶)

لولا الملامۃ او حذار مسبۃ
لوجدتنی سمحاً بذاک مبیناً

"یعنی میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کا دین تمام دینوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اگر مجھے
قوم کی ملامت اور عار کا خوف نہ ہوتا تو میں علانیہ
اس دین کو قبول کر لیتا۔"

کفرِ نفاق وہ یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرے مگر
دل سے اس کی صحت کو تسلیم نہ کرے مثل منافقین
کے۔ یہ زبان سے اللہ کو مانتے ہیں مگر دل سے انکار
کرتے ہیں۔

صوفیانہ نظم

(درد کاکوروی)

وقوعِ عالمِ اسرار ہوں میں
طلوعِ مطلعِ انوار ہوں میں
یہ دیکھو جلوۂ فی انفسکم
بحمد اللہ جمالِ یار ہوں میں
تبھی حق نے کیا مجھکو خلیفہ
خلافت کے لئے شہکار ہوں میں
نظر بھر کر جو دیکھا ہے کسی نے
لبالب بادۂ اسرار ہوں میں
وجودِ کون جس کا دائرہ ہے
اسی کا حلقۂ پرکار ہوں میں
کرم ہے چار یاروں پنجتن کا
کہ تجری تحتہا الانہار ہوں میں
ظہورِ صفت صبغتہ دقالب
جنید و شبلی و عطار ہوں میں
ہوں جس دن سے مریدِ ساقیٔ مے
ہوا مخمور اور خمار ہوں میں
کچھ ایسی پلا دی ہے کسی نے
کہ ہر دم بے خود و سرشار ہوں میں
ہے اپنی شکل پر مجھ کو بنایا
سراپا صورتِ دلدار ہوں میں
کشش یہ درد دل کی کہہ رہی ہے
ہمیشہ جاذبِ اسرار ہوں میں

مسلسل
مولنٰا ابو النور محمد فاضل
کوہاٹی

حقوق والدین

انتساب

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین اعلیٰ حضرت امیر الملت
قبلۂ عالم و عالمیان حضرت حافظ سید پیر
حاجی الحرمین الشریفین سیدنا و مرشدنا حضور
محمد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
محدث علی پوری کے نام جن کے،

ارشاد گرامی کی تعمیل میں یہ مسودہ لکھا گیا اور اگست ۱۹۵۰ء میں ایک ہی نشست میں دربار علی پور شریف میں شروع سے لیکر باب سوم فصل دوم کے اخیر تک اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پڑھ کر سنایا گیا اور حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہوئے فصل سوم چہارم وضمیمہ کا اضافہ کیا گیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین اما بعد:۔

راقم آثم محمد فاضل عفی اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مثل مشہور ہے کہ **الناس علیٰ دین ملوکھم**، انگریزی حکومت اور اس کی تہذیب کا اثر ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں پر ایسا پڑا کہ مسلمان اپنے دین سے اور احکام دین سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اگرچہ پاکستان بن چکا ہے اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ آچکی ہے تاہم تخریب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بہت سا وقت درکار ہے جس کیطرف حکومت نے اصلاحی قدم اٹھاتے ہوئے آٹھویں جماعت میں دینی تعلیم لازم کردی ہے۔

صورت حالات یہ ہے کہ ایک بچہ جس وقت چار سال کا ہوتا ہے اسے سکول بھیج دیا جاتا ہے اور سکول کی تعلیم اسے شروع کرادی جاتی ہے حالانکہ سب سے پہلے بچے کو قرآن مجید کی تعلیم سے بہرہ مند ہونا چاہئے اور پھر اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے۔ اس کے بعد جو چاہے کرے۔ اسی کے پیش نظر موجودہ حکومت نے ابتدائی جماعتوں میں اسلامیات کا مضمون داخلِ نصاب کردیا ہے تاکہ طلبا دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اساتذہ کرام اور عوام کی دلچسپی کی ضرورت باقی رہ گئی ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں سکول میں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا تو ہماری جماعت کا مانیٹر ہر مضمون میں لائق تھا، مسلمان تھا، اچھے خاندان کا لڑکا تھا ایک دن کتاب میں ایک عربی لفظ آگیا جو عربی رسم الخط میں لکھا تھا اور اعراب دئے ہوئے تھے۔ مجھے کہنے لگا یہ لفظ پڑھ کر بتادو مجھے نہیں آیا تھا۔ چودہ، پندرہ سال کا مسلمان بچہ عربی لفظ نہیں پڑھ سکتا۔

ابھی چند سال ہوئے میرا چشم دید ایک واقعہ گزرا ہے۔ ایک شخص کی اپنے

سالے سے کشیدگی ہوگئی اس نے اس کی بیوی یعنی بہن کو روک لیا۔ خاوند نے دو تعلیم یافتہ بی۔ اے پاس حضرات سے جو دونوں کے دوست تھے کہا کہ اس کو پیغام دیدو کہ اگر فلاں تاریخ تک اپنی ہمشیرہ کو میرے گھر نہ پہنچا دے تو میری طرف سے اسے تین طلاق، ان حضرات نے اتنی بھی تکلیف گوارا نہ کی یہ پیغام پہنچا دیتے۔ وہ تاریخ گزر گئی اور یہ لوگ لگے ان کا اتفاق کرانے کی کوشش کرنے، کسی نے کہا اب کوشش فضول ہے طلاق تو ہوچکی تو کہتے کیا ہیں کہ ہم نے تو پیغام نہیں پہنچایا۔ طلاق کیسے ہوسکتی ہے

اس شخص نے جواب دیا شریعت تمہاری پابند نہیں ہے تم نے پیغام نہیں پہنچایا تو تم گنہگار ہو۔ پیغام پہنچانا تمہارا فرض تھا تم نے ادا نہ کیا تم مجرم ہو، طلاق تو واقع ہو گئی۔

اب لگے فتوے طلب کرنے۔ کئی جگہ لکھا ہر جگہ سے یہی جواب ملا کہ طلاق ہو گئی میں نے یہ واقعے مثال کے طور پر بیان کئے ہیں کہ مسلمان آج کل انگریزی تعلیم میں تو طاق ہیں لیکن مذہب سے اتنے کورے ہیں کہ اتنے موٹے مسئلے سے بھی واقفیت نہیں، محض بے علمی کی وجہ سے ایک گھر غارت کر دیا ہمارے اکثر بھائیوں کی یہی حالت ہے الا ماشاءاللہ۔

مشہور واقعہ ہے کہ کسی مسلمان نے ایک پادری سے پوچھا کہ تم نے جو مشن سکول جاری کر رکھے ہیں اور وہاں انجیل پڑھاتے ہو اور مشن ہسپتال جاری کر رکھے ہیں جہاں روزانہ لیکچر دیتے ہو کیا کوئی شخص عیسائی بھی ہوتا ہے؟ اتنا خرچ کرنے سے کیا فائدہ! اس پادری نے جواب دیا کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سوائے چند خود غرض آدمیوں کے کوئی شخص عیسائی نہیں ہوتا لیکن کیا ہماری اتنی کامیابی کچھ کم ہے کہ جو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں وہ مسلمان بھی تو نہیں رہتے۔ اسلام کی محبت ان کے دل سے دور ہو جاتی ہے اور مذہب سے بالکل ناواقف اور کورے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ اس کا نتیجہ ہے کہ آجکل کے مسلمان مذہب کے احکام پر چلنا تو درکنار مذہب کا، مذہب کے پیروؤں کا اور مذہبی احکام اور مذہبی رہنماؤں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اسلام سے دور ہو گئے ہیں ان میں طرح طرح کی برائیاں رائج ہو گئی ہیں اسلام سے ان کو کوئی مس تک نہیں رہا۔ ان حالات کے مدنظر میں نے ارادہ کیا ہے کہ احکام اسلام کو چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کر دوں تاکہ شائد ان پر کوئی شخص عمل پیرا ہو کر راہ راست پر آجائے اور "الدال علی الخیر

کفاً علہٗ کے مصداق مجھے بھی ثواب سے کچھ حصہ ملے ۔ اور اعمالِ سیئہ کا کفارہ ہوسکے آمین ۔ وباللہ التوفیق ۔

یاد رہے کہ احکامِ اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔

۱۔ حقوق اللہ :۔ وہ حقوق جن کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس میں کسی مخلوق کا تعلق نہیں مثلاً نماز، روزہ وغیرہ

۲۔ حقوق العباد :۔ وہ حقوق جن کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے ۔

مسئلہ : حقوق اللہ اور حقوق العباد میں حقوق العباد فوقیت رکھتے ہیں جیسا کہ خلاصۃ التفاسیر میں سورۃ لقمان کی آیتِ کریمہ ووصّینا الانسان بوالدیہ (الآیۃ) کی تفسیر میں لکھا ہے :۔

"حق العبد غالب اور مقدم ہے حق اللہ پر اس لئے کہ ذاتِ باری مستغنی اور کریم ہے اور بندہ محتاج چنانچہ بحالتِ اضطرار حرام کھا لینا جائز ۔ مرض اور سفر میں تیمم افطار مشروع جو حقوق اللہ میں مگر بندے کا وہی حق جو ثابت و معتبر ہو مقدم ہوتا ہے "

نیز خداوند جل و علا اپنا حق جسے چاہیں معاف کر دیں گے مگر حقوق العباد اس وقت تک نہیں بخشا جاسکتا جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے مثلاً کسی شخص نے نماز نہیں پڑھی جو خداوند تعالیٰ کا حق اللہ ہے ۔ خداوند تعالیٰ اگر چاہے تو اسے بخش سکتا ہے ۔ لیکن جس شخص نے کسی کی حق تلفی کی ہو جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے گا اس کا قصور بخشا نہیں جائے گا بلکہ اس کی تلافی کے لئے اس کی نیکیاں صاحبِ حق کو دی جائینگی اور اس کے گناہ اس کے حوالے کئے جائیں گے اس سے یہ ثابت ہوا کہ حقوق العباد فائق ہیں حقوق اللہ پر ۔

حقوق العباد میں سب سے بڑھ کر والدین کے حقوق ہیں جن کا ذکر خداوند جل و علا نے قرآنِ مجید میں توحید کے ذکر کے بعد اپنے ذکر کے ساتھ کیا ہے جس سے ان کی فوقیت ظاہر ہے لہذا اس سلسلہ میں میں نے حقوقِ والدین کے متعلق ہی لکھنا ضروری سمجھا ۔ نیز اس لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آج کل بچے اپنے والدین کے حق میں بہت گستاخی سے پیش آتے ہیں ان کی اصلاح کے لئے اس رسالہ کی از حد ضرورت ہے باقی حقوق کے متعلق اگر توفیق ربانی شامل حال رہی تو انشاء اللہ العزیز دیگر رسائل بھی لکھے جائیں گے وباللہ التوفیق ۔

سببِ تقدیمِ این تالیف

ایک مجلس میں اعلیٰحضرت امیر الملت قبلۂ عالم و عالمیان حضرت پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ محدثِ علی پوری

لے ارشاد فرمایا کہ حقوقِ والدین کے مضمون پر لکھنے کو جی چاہتا ہے کیونکہ اس وقت اس مسئلہ کی اشاعت کی از حد ضرورت ہے لیکن فرصت نہیں۔ اس ارشادِ گرامی کی تعمیل میں یہ رسالہ لکھا گیا اور اگست ۱۹۵۰ء میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہی نشست میں دربار علی پور شریف میں آغاز سے تا اختتام باب سوم فصل دوم پڑھ کر سنایا گیا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے غور سے سنا اور فرمایا نزہۃ المجالس میں بھی ایک باب ہے وہ بھی درج ہونا چاہیے چنانچہ تعمیل ارشاد میں فصل سوم کا اضافہ کیا گیا۔ اور اس کے علاوہ فصل چہارم اور ضمیمہ جات بڑھائے گئے۔

فاروقی

واضح رہے کہ والدین وہ شخصیت ہے جن کے ذریعہ ہم اس دنیا میں آئے۔ ذرا اس ذات کا تصور کریں کہ والدہ نو ماہ تک بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے۔ اس کا ذکر خدا تعالیٰ بھی فرماتے ہیں حملتہ امہ وھنا علیٰ وھن۔ اس کے نو ماہ کس تکلیف سے گزرتے ہیں۔ اس کے بعد بچے کے پیدا ہونے کے وقت جو تکلیف اس کو ہوتی ہے وہ اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے اس وقت وہ موت کے پنجے میں گرفتار ہوتی ہے ذرا سی غفلت اسے ہلاک کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ووضعتہ کرھا اس کے بعد اس کا خون دودھ بن کر بچے کی غذا کا کام دیتا ہے اور وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ بچہ ذرا بےچین ہو تو اس کی نیند حرام ہو جاتی ہے، بچہ پیشاب کر دیتا ہے، وہ جگہ گیلی ہو جاتی ہے تو بچے کو اٹھا کر خشک جگہ پر ڈال دیتی ہے اور خود وہاں لیٹ جاتی ہے۔ یہ باتیں ہمیں یاد نہیں کیونکہ وقت گزر گیا اور ہم بھول گئے لیکن احسان فراموشی اچھی نہیں ذرا چشم تصور سے خیال کریں اور دیکھیں کہ والدہ کے کس قدر احسانات بچے پر ہیں۔ اگر اتنا نہیں تو اپنے اوپر قیاس کر لیں کہ اپنی اولاد کے لئے کس حد تک پریشان ہوا کرتے ہیں۔

اب رہا والد کے احسانات وہ بھی ظاہر و باہر ہیں۔ والد دنیا میں جو کچھ کرتا ہے، محنت کرتا ہے، کماتا ہے تو اولاد کے لئے، ان کی تعلیم و تربیت کا بار اٹھاتا ہے۔ ان کی شادی وغیرہ کا انتظام کرتا ہے وغیرہ۔ سارے احسانات باپ کے ہیں۔ حیف ہے اس اولاد پر جو والدین کے احسانات کو بھلا کر ان کو ناراض کرے یا ان کا ادب و تعظیم نہ کرے، جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی انصاف ہے وہ اس بات کو بالکل نہیں بھول سکتا کہ ہم اپنے والدین کے احسانات کے بوجھ سے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ ہم ان کے حقوق پورے طور پر بالکل ادا نہیں کر سکتے تاہم ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آئیں اور ان کے ساتھ نیک سلوک کریں، والد کے لطف و عنایت کا ایک واقعہ درج ذیل

کرتا ہوں۔

ایک دن دیوار پر ایک کوا بیٹھا تھا۔ ایک بچے نے والد سے پوچھا وہ کیا ہے؟ باپ نے جواب دیا وہ کوا ہے۔ بچے نے تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا اس نے پھر جواب دیا، حتی کہ بچے نے پچیس تیس بار پوچھا لیکن باپ ناراض نہ ہوا پیار سے اسے بتاتا رہا۔ اب وہ زمانہ گزر گیا، بچہ جوان ہو گیا، باپ بوڑھا ہو گیا ایک دن باپ کو کچھ خیال آیا۔ ایک کوا دیوار پر بیٹھا تھا بیٹے سے پوچھا بیٹا وہ کیا؟ لڑکے نے جواب دیا کوا۔ اس نے دوسری دفعہ پوچھا بیٹے نے جواب دیا بتا تو دیا ہے کہ کوا ہے۔ اس نے تیسری بار پوچھا کہنے لگا کیا تمہیں نظر نہیں آتا دو دفعہ بتا چکا ہوں کہ کوا ہے۔ اس نے چوتھی بار پھر پوچھا۔ اس نے کہا کیا رٹ لگا رکھی ہے کام بھی کرنے دو گے یا نہیں؟ کہہ جو دیا ہے کہ کوا ہے۔

باپ نے کہا بیٹا میں جانتا ہوں کہ کوا ہے لیکن اسے دیکھ کر مجھے ایک خیال آگیا تھا، تم ابھی بچے تھے ایک دن کوّے کو دیکھ کر تم نے پچیس تیس بار پوچھا تھا کہ یہ کیا ہے میں نے ایک دفعہ بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا اور تم دوسری بار پوچھنے پر ہی خفا ہو گئے۔ میں تمہارا امتحان کر رہا تھا جس میں تم فیل ہو گئے۔ اس پر بیٹا نادم ہوا اور باپ سے قصور معاف کرایا۔

میں اپنی تحریر کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔ میں اس مضمون پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے احکام پیش کروں گا۔ جن کے دلوں میں ایمان ہے ان کے لئے یہ چند اوراق کافی ہیں اور جن کے قلوب سیاہ ہو چکے ہیں اور ان کی مُہر ان کے دلوں پر لگ چکی ہے ان کے لئے دفاتر کے دفاتر ناکافی ہیں۔

میں پہلے چند آیات قرآن مجید مع ان کی تفسیر کے پیش کروں گا بعد میں اقوال و احادیث جن سے معلوم ہو جائے گا کہ خداوند کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے والدین کے حقوق کے متعلق کس قدر تاکید کی ہے اور کس قدر تخفیف سے کام لیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

ے من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ ز سخنم پند گیر و خواہ مگیر

ے تم مانو نہ مانو جانِ جہاں تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد ہر اس کا سمجھائے دیتے ہیں

واضح رہے کہ متون کا لفظی ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ سلیس عبارت میں مطلب ادا کیا گیا ہے اور حدیث کے دو بارہ آنے پر سابقہ حوالہ دے دیا گیا ہے۔

فاروقی

بابِ اوّل

قرآنِ مجید

پہلی آیت

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانًا (الآیۃ) پارہ اول سورۃ بقرۃ۔

ترجمہ: "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔"

تفسیر

۱۔ خزائن العرفان۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال، جان و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے۔ جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔

مسئلہ: اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے۔

مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جا سکتے۔

والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے۔ رفتار، گفتار، نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، ان کو راضی رکھنے کی سعی کرتا رہے۔ اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے۔ ان کے لئے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قرآن سے ایصالِ ثواب کرے۔ اللہ تعالےٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بہ نرمی و صلاح و تقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے۔

۲۔ مواہب الرحمان :۔ سب سے پہلے اپنا حق بیان فرمایا جو سب سے احق اور اعظم ہے پھر دوم حقوقِ مخلوق بیان فرمائے جن میں حقِ والدین اشرف ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ بندہ کے لئے حقِ والدین شامل فرماتا ہے کما قال تعالیٰ:

وقضٰی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا

اور ان اشکرلی ولوالدیک، اور

ح ۱ ۔ حضرت انس بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، افضل کام کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا ہے؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کونسا کام ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

حدیث

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے اول کون شخص ہے جس کے ساتھ میں سلوک اور خدمت گزاری کروں؟ فرمایا کہ تیری والدہ ہے۔ اس نے عرض کی پھر اس کے بعد کون شخص ہے؟ فرمایا کہ تیری والدہ ہے۔ اس نے پھر عرض کی کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ پھر تیرا باپ ہے۔ پھر درجہ بدرجہ جو تجھ سے زیادہ قریب ہو یعنی از راہِ نسب زیادہ قرب رکھتا ہو (الصحیح)

اس واسطے علماء نے فرمایا کہ حسنِ سلوک اور خدمتگزاری میں باپ پر ماں مقدم ہے کیونکہ وہ عورت ہے جو بذاتِ خود مال حاصل کرنے کے لائق نہیں ہوتی بخلاف باپ کے کہ وہ اپنی قوتِ بازو سے مال کماتا ہے اور حکم فرمانبرداری میں ماں پر باپ مقدم ہے۔

۳۔ حقانی :۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا گویا توحید کے بعد ماں باپ کی تعظیم و حرمت دوسرے درجے کا حکم ہے اور صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ ان کے سبب سے جو رشتہ قرابت پیدا ہوا ہے ان اہلِ قرابت کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنا

۴۔ خازن :۔ ای برابھما وارحمۃ لھما ونزولا عند امرھما فیما لا یخالف امر اللہ تعالیٰ و یوصل الیھما ما یحتاجان الیہ ولا یؤذیھما البتۃ وان کانا کافرین بل یجب علیہ الاحسان الیھما و من الاحسان ان یدعوھما الی الایمان بالرفق واللین وکذا ان کانا فاسقین یامرھما بالمعروف والدین بغیر عنف وانما عطف بر الوالدین علی الامر بعبادتہ لان شکر المنعم واجب و للہ علی عبدہ اعظم النعم لانہ ھو الذی خلقہ واوجدہ بعد العدم فیجب تقدیم شکرہ علی شکر غیرہ ثم ان للوالدین علی الولد نعمۃ عظیمۃ لانھما السبب فی کون الولد و وجودہ ثم ان لھما علیہ حق التربیۃ ایضا فیجب شکرھما ثانیا۔

(باقی آئندہ)

حضرت علامہ مولانا حافظ
نواب دین جماعتی ڈھیر و مینگرا
ضلع سیالکوٹ

رویتِ باریتعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین ۰ والعاقبۃ للمتقین ۰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین ۰ خاتم النبیین ۰ امابعد

کاتب الحروف فقیر پر تقصیر محمد نواب الدین ڈھیر و مینگروی صانہ اللہ المتین بخدمت اہلِ اسلام ملتمس و ملتجی ہے کہ مسئلہ مذکورۃ الصدر یعنی دیدارِ الٰہی اہلِ اسلام اہلِ سنت والجماعت کے واسطے قرآن مجید و حدیث شریف اور کتب عقائد اہلِ سنت والجماعت مثل شرح عقائد نسفی، شرح مقاصد، شرح مواقف، شرح فقہ اکبر اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ قرآنِ مجید پ ۲۹ سورۃ قیامہ میں ہے وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَۃٌ ” اس دن بہت سے چہرے ترو تازہ اپنے رب کیطرف دیکھتے ہوں گے“ بہت سے نیک ایماندار ولی گذرے جو دنیا میں آخرت کی تیاری میں رات دن مصروف رہے تازہ اور روشن ہوں گے۔ فرحت و سرور کیوجہ سے یا اس تجلی خاص سے کہ جس کا اثر جسمِ انسانی پر بھی نمایاں ہوگا۔ دنیا میں اولیاء اللہ کے چہروں پر ایک خاص نورانیت ہوتی ہے۔ وہی اپنے مولیٰ تعالےٰ کو دیکھیں گے یعنی دولتِ دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہوں گے اور اس کی خوشی اور سرور میں ان کے چہرے چودھویں رات کی مانند منور ہوں گے۔

تفسیر جلالین آیت مذکورہ کی تفسیر میں ہے وجوہ یومئذ ای فی یوم القیامۃ ناضرۃ حسنۃ مضیئۃ الیٰ ربہا ناظرۃ ۔ حاشیہ جلالین میں ہے قولہ ناضرۃ الخ بالفارسیۃ تازہ قال فی العقائد النسفی وشرحہ وقد ورد الدلیل السمعی بایجاب رؤیۃ المومنین اللہ فی الدار الآخرۃ اما الکتاب فقولہ تعالےٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ واما السنۃ فقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر وھو مشہور رواہ احد وعشرون من اکابر الصحابۃ رضوان اللہ علیہم ۔ وبالاجماع فھو ان الامۃ

كانوا مجمعين على وقوع الرؤية بالآخرة انتهٰى۔

اسی شرح عقائد میں عبارت مسطور سے پہلے مرقوم ہے رؤية الله تعالیٰ بالبصر ما وممتنعا للعقل یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز اور ممکن ہے اور تحقیق دلیل سمعی ثبوت رؤیت اللہ مومنوں کے لئے وارد ہوئی ہے اور یہ رؤیت دار الآخرۃ میں ہوگی۔

ترجمہ حدیث مسطورہ کا یہ ہے کہ تحقیق تم سے اہل اسلام صحابہ و تابعین و اتباع التابعین اولیائے کرام و فقہائے عظام و ائمہ مجتہدین و محدثین رب تعالیٰ کو عنقریب دیکھو گے جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھا کرتے ہو۔ یہ حدیث مشہور ہے حدیث مذکور کو اکیس بڑے بڑے صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اور جمیع اہل سنت والجماعت صحابہ و تابعین و اتباع التابعین اور احناف اور شوافع و مالکی و حنابل اور معتدائے اہل طریقت نقشبندی قادری چشتی سہروردی بزرگوں کا اقطاب و ابدال و اوتاد، جملہ اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع کیا ہے۔

اکابر اہل سنت والجماعت میں سے اگر کسی نے رؤیۃ اللہ کی تاویل کی ہے یا اگر کسی کا اختلاف ثابت بھی ہو جائے مثل شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ و علامہ زمخشری صاحب کشاف، تو اس کی تاویل ظاہر معنے سے یا اختلاف انکار قادح اجماع نہ ہوگا۔ اور خیال رہے کہ جو آیات و احادیث رؤیت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان سب سے ظاہر معنے ہی مراد ہے۔ پھر اجماع کے بعد مخالفین رؤیت و منکرین دیدار الٰہی و مؤولین آیات کے احادیث و اقوال اور اعتراض بالکل رکیک و ضعیف ہیں۔

مخالفین کا قوی شبہ عقلیات سے یہ ہے کہ رؤیت کے واسطے یہ شرط ہے کہ مرئی مکان میں ہو مقابل ہو اور رائی اس کو دیکھ سکے، رائی اور مرئی کے درمیان مسافت ہو، نہ نہایت قرب اور نہ نہایت بعد ہو۔ رائی کی آنکھ سے شعاع نکل کر مرئی کے ساتھ متعلق ہو اور یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود میں محال ہیں۔ کیونکہ ثبوت مکان اور جہت کا خواص ممکنات سے ہے واجب تعالیٰ خواص ممکنات سے منزہ اور مبرا ہے۔

مخالفین کے اس شبہ کا جواب منع سے دیا گیا ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ کے لئے ایسے امور کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیدار کریں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیدار کریں گے مخالفین کے سوالات اور اقوال معقولہ کیف سے ہیں۔ واجب تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے مبرا اور منزہ ہے۔ فوق و تحت و شمال و یمین و قبل و خلف صفات مکان و زمان سے ہے۔ واجب تعالیٰ مکان و زمان سے پاک ہے۔ تمام مخلوق کے جہاں تک عقول و اوہام پہنچتے ہیں وہ واجب تعالیٰ نہیں اور جو واجب الوجود ہے وہاں تک ممکنات کے عقول و اوہام کی رسائی محال و ممتنع۔ اور رؤیت دیدار واجب تعالیٰ کا

مکنات و مخلوقات کی ابصار کا احاطہ کرنا بالاتفاق و بالاجماع عقلاً ونقلاً محال ہے۔

شارح عقائد نسفی علامہ تفتازانی مخالفین کے اقوال وسوالات مذکورہ کا جواب دیتے ہیں۔

فیریٰ لا فی مکان ولا علیٰ جھۃ من مقابلۃ واتصال شعاع او ثبوت مسافۃ بین الرائی وبین اللہ تعالیٰ وقیاس الغائب علی الشاھد فاسد

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نہ کسی مکان میں دیکھا جائے گا اور نہ کسی جہت میں جہاتِ ستہ سے دیدار ہوگا جو مقابل اس کے کہا جا سکے یا اس کے ساتھ شعاعِ بصری متصل ہوتے ہوں یا کوئی مسافت دیدارِ الٰہی کے دیکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ثابت کیا جائے۔ غائب کا قیاس حاضر پر کرنا فاسد ہے۔ رویت باریتعالیٰ فی الآخرۃ جن (محدثین) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے۔ ان کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل منقول کئے گئے ہیں:

صہیب بن سنان، حذیفہ ابن الیمان، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابوموسیٰ الاشعری، ابوبرزۃ الاسلمی، ابوہریرۃ الاوسعم، زید بن ثابت انصاری، ابو رزین العقیلی، ابوامامہ الباہلی، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ انصاری، ابوسعید الخدری، عدی بن حاتم الطائی، جریر ابن عبداللہ الجبلی عدی ابن الکا، ام المؤمنین حضرت صدیقہ ابن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قرنِ اولیٰ کا اجماع اس پر منعقد ہو گیا ہے کہ رویت باریتعالیٰ فی الآخرۃ عام مؤمنین کے واسطے جائز ہے اور کسی امر کے ثبوت کے لئے انہی کے اجماع کا اعتبار ہے جس جگہ، جس مسئلہ میں کتاب وسنت واجماع ثابت پایا جائے وہاں شبہ کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ دیدار الٰہی فی نفسہ ممکن ہے۔ دیدارِ الٰہی کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

پہلے بیان کیا گیا ہے کہ جس قدر آیات احادیث اس مسئلہ میں مثبت ہیں سب کے ظاہری معنے مراد ہیں۔ مسئلہ مذکورہ میں تمام اہلِ بدعت اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہیں۔ دیدارِ الٰہی کے محال ہونے پر اہلِ بدعت کے دلائل واہی تباہی ہیں۔ کرامیہ اور مجسمہ فرقہ جسم کے ساتھ دیدارِ الٰہی ثابت کرتے ہیں تو یہ بھی اہلِ سنت کے خلاف ہوئے کیونکہ اہلِ سنت والجماعت بھی ایسا دیدارِ الٰہی جائز نہیں سمجھتے کلام اس دیدار میں ہے کہ نہ وہ جسم ہے نہ جزو ہے نہ وہ رنگین ہے نہ وہ روشن ہے۔

مخالفین منکرین مانعین رویت کے پاس صرف دو دلائل ہیں۔ ایک تو یہ آیتِ کریمہ

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار (پ س الانعام) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو آنکھیں احاطہ نہیں کرتیں (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اعلیٰحضرت بریلوی)

مخالفین کی دوسری دلیل نقلی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیت کے متعلق عرض کی رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر

انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف تراٰنی (پ۹ س اعراف) ترجمہ: حضرت موسٰے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا (ترجمہ اعلیٰحضرت) (کیونکہ دیدارِ الٰہی کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ازواجہ و بارک وسلم کے دست حق پرست پر کھلے گا۔ جب وہ دیکھ لیں گے پھر دوسرے دیکھ سکیں گے چنانچہ قیامت میں ہر مومن کو دیدار ہوگا)

دلیلِ اول کا جواب یہ ہے کہ ابصار میں جو الف لام ہے وہ استغراقی نہیں ہے جس کے معنے یہ ہوں کہ کل ابصار اس کو دریافت نہیں کرسکیں گی بلکہ یہ معنے ہوئے کہ بعض دریافت کرسکتی ہیں۔ دوسرے معنے ادراک بالکل احاطہ کرلینے سے مراد ہے۔ آیتِ کریمہ میں احاطہ کی نفی ہے نہ کہ رؤیت بصر کی کسی بھی وجہ پر۔

مخالفین مانعین کی دوسری دلیل نقلی کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسٰے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لن ترانی فرمایا لن اُرٰی نہیں فرمایا یعنے یوں فرمایا کہ اے موسٰے تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، یہ تو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ میں دکھائی نہیں دے سکتا۔ اگر دیدار الٰہی غیر ممکن ہوتا تو حضرت موسٰے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی سوال ہی نہ کرتے کیونکہ اس صورت میں ان کا سوال سفاہت، یا عبث اور محال کی طلب ہوگا اور اللہ تعالےٰ سے حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جہل ثابت ہوگا جبکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ایسے امور سے مامون ومحفوظ ومعصوم ہوتے ہیں

ممکن کی تعریف ہی یہ ہے کہ وجود اس کا اور عدم اس کا دونوں غیر ضروری ہوں۔ اور رؤیت کا معنے کسی چیز کا حاسہ بصر سے جاننا اور بصر کے ذریعے اس شئی کا ثابت کرنا ہے۔ جیسا کہ ہم بدرِ منیر کی طرف نظر کرتے ہیں پھر ہم اپنی آنکھ کو بند کرتے ہیں تو اس میں کوئی خفا نہیں کہ وہ بدرِ منیر یعنی چاند چودھویں رات دونوں حالوں میں ہمارے سامنے ظاہر اور ہم کو معلوم ہے لیکن اس کا ظہور دیکھنے کے وقت اکمل اور تام ہے اس وقت ہمارے اور چاند کے درمیان ایک خاص حالت ہے جس کو رؤیت کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ اور شروع مضمون کرتے وقت جو بیان کیا گیا تھا کہ عندالعقل جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عقل کو جب تنہا چھوڑا جائے تو وہ رؤیت کے امتناع پر حکم نہیں کرتی تاوقتیکہ اس کے امتناع پر دلیل قائم نہ ہو جو شخص اس کو محال کہے اس پر واجب ہے کہ دلیل لائے۔ اسی واسطے اہل سنت وجماعت نے رؤیتِ باری تعالےٰ کے ممکن ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں ایک عقلی اور دوسرا نقلی سمعی۔ جیسا کہ عقلی اور نقلی دلائل سے دیدارِ الٰہی کا ثبوت ہوگیا اور ممکن کی تعریف بھی ہوگئی۔

دلیل عقلی کی کچھ تقریر یہ بھی ہے کہ ذوات
اور اعراض کی رؤیت پر ہم یقین کرتے ہیں کیونکہ
ہم دو جسموں کے درمیان نظر سے فرق اور امتیاز
کرتے ہیں اسی طرح دو عرض کے درمیان امتیاز
اور افتراق کا حکم کرتے ہیں۔ اب اجسام اور اعراض
کے درمیان رؤیت مشترک ہے اشتراک کے لئے
علتِ مشترکہ چاہئے وہ علتِ مشترکہ یا وجود ہوگا
یا حدوث یا امکان۔ چوتھی علت مشترک نہیں نکل
سکتی یہی تین ہو سکتی ہیں، حدوث وجود بعد
العدم کو کہتے ہیں، امکان کی تعریف گزر چکی۔ عدم کو
علت ہونے میں کسی قسم کا دخل نہیں پس علت
ہونے کے لئے وجود متعین ہوا اور وجود صانع اور
مصنوع، خالق اور مخلوق واجب اور ممکن کے
درمیان مشترک ہے پس بناء بریں رؤیت واجب
الوجود، صانع وخالق بوجہ تحقق وجود کے ممکن یعنی
جائز ہوا کیونکہ صحت کا مدار وجود ہے، جہاں وجود
متحقق ہوگا وہاں رؤیت بھی جائز ہوگی پس متعلق
رؤیت کا مطلق ہونا ہے اس کو وجود کے ساتھ
تعبیر کیا کرتے ہیں، وجود کا مشترک ہونا ایک امر ضروری
ہے۔ حضرت موسےٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے اپنی رؤیت کو اللہ تعالےٰ نے
استقرارِ جبل سے متعلق کیا ہے اور جبل کا اپنی جگہ
پر برقرار رہنا ممکن امر ہے اور امر ممکن کا متعلق بھی
ممکن ہوتا ہے کیونکہ آیت مقدسہ کی مراد اور معنے یہ
ہیں کہ اگر جبل ٹھہرا رہا تو رؤیت ہو جائے گی اور یہ
ممکن کا خاصہ ہے، محال ممتنع وہ ہے کہ کسی وجہ
سے اس کا تحقق نہ ہو سکے۔ اگر متعلق بہ پایا جائے
یا نہ پایا جائے اس کا تحقق ہر طرح سے ممتنع ہو۔

الحاصل رویۃ اللہ فی الجنۃ وفی الآخرۃ میں
کوئی شبہ نہیں اگر اہل محبت اور عشاق اولیاء اللہ
کو رویتِ باری تعالےٰ نہ ہوتی تو اہل دل عبادت کا
لطف ولذت کس طرح اٹھاتے یا اس جہان کے
وعدوں سے انہیں کیونکر ذوق ہوتا۔

خیال رہے کہ اختلاف اور خلاف میں
بون (فرق) بعید ہے۔ درالمختار اور اس کا حاشیہ
ردالمحتار کتاب القضا باب الشہادت میں ہے کہ
اختلاف پر دلیل ہوتی ہے اور خلاف پر کوئی
دلیل نہیں ہوتی۔ اہلِ سنت کے مجتہدوں احناف
اور شوافع مالکیوں اور حنبلیوں اور اہلِ سلوک
صوفیاء، اولیاء، نقشبندیوں، قادریوں، چشتیوں،
سہروردیوں میں اختلاف ہے۔ یعنی ہر ایک
کے پاس ادلّہ اربعہ سے دلیل ہے، قرآنِ مجید،
حدیث شریف، اجماعِ امت، قیاس شرعی سے
اہل سنت والجماعت کے بزرگ دلیل لاتے ہیں
اور ان بزرگوں کا اختلاف کبھی فروعات اور
مسائل میں ہے۔ یہ بزرگ مجتہدین فقہاء، صوفیا
رضوان اللہ علیہم اصولِ عقائد میں اختلاف نہیں کرتے
لیکن اہلِ بدعت اصولِ عقائد میں بھی خلاف کرتے
ہیں اور فروعات اور مسائل میں بھی خلاف کرتے
ہیں اور ان کے پاس دلیل محکم اور مضبوط ادلّہ اربعہ
کتاب وسنت، اجماع وقیاس سے کوئی بھی نہیں
بلکہ متشابہات سے دلیل پکڑتے ہیں کیونکہ ان کے
قلوب میں زیغ ہے یعنی کجی ہے۔ فی قلوبھم
زیغ نص صریح ہے، کبھی احکام منسوخ سے دلیل

لاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل بدعت سے بہت سے بدعتیوں نے توہمات کے فلاسفر کی سے چالی اور کفریہ عقائد میں ان کی شمولیت کی جس کا مسئلہ میں صاف نصوص اور صریح احکام کتاب وسنت ۹ اور اجماعِ امت سے ہوں اور انکار کی کوئی صورت نہ نکلتی ہو اہل بدعت کا قاعدہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے خلاف عناداً اور حسداً تاسیدا باطلہ پر اتفہ دلیل لاکر ورطہ ضلالت میں پڑ جاتے ہیں مثلاً روافض اور خوارج اقدریہ، جبریہ، مجسمہ، مرجیہ، کیدریہ، قادیانی وغیرہم۔ خداتعالےٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے اور ہم اہل سنت والجماعت کو صراطِ مستقیم پر استقامت نصیب فرمائے اور صراط الی المطلوب تک پہنچاوے

اہل بدعت کو جو چیزیں مدرک اور محسوس ہوتی ہیں ان کو قابل اعتبار اور دیدنی سمجھتے ہیں لیکن جو باتیں اسرارِ غیب سے ہیں اور جو امور بعض وعقل کے ذریعے مدرک ومحسوس نہیں ہوتے ان سے صاف منکر ہو جاتے ہیں اگرچہ کتاب وسنت ان کی صراحت میں موجود ہوں۔ حاملِ مثال اور معنی غیر محسوس اور غیر معقول امور پر یقین نہ کرتے ہوتے اس پر لایعنی شبہات وا ہیہ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شئی مرئی یعنی دیدنی ایک جسم ذی لون ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس کا دیدار اور رویت غیر ممکن ہے اہلِ حق اہلِ سنت والجماعت ان کا جواب دیتے ہیں کہ ہم نے رائی یعنی دیکھنے والوں کو بھی ایک وجود پایا ہے تو یہ کیا جواب دیں گے کہ خدا تعالےٰ رائی یعنی دیکھنے والا نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے

بینا ہونے میں کسی مسلمان کو انکار نہیں چنانچہ اس نے خود فرمایا ہے الم یعلم بان اللہ یریٰ (پ۳۰ سورۃ علق) کا ترجمہ:۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ دیکھتا ہے۔

اس مسئلہ میں ہمارا قال کتاب وسنت پر ہے نہ معقول ومحسوس پر۔ ہمارا خود یہ قول ہے کہ اگر منکر رویت اہلِ اسلام سے نہ ہو تو اس سے توحید و نبوت اور ضروریاتِ دین کے متعلق باتیں کرنا اور بحث کرنا چاہیئے اور اگر وہ رویت منکر اہل قبلہ سے ہو تو قرآن اور حدیث اور اجماعِ امت اس کے لئے کافی ہے۔

جس شخص نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر تعین کیا اور جو کچھ شرع شریف کتاب وسنت کی جانب سے اس کو حاصل ہو اور وہ اس کا معتقد ہو وہ تمام ایسی عقائد اور مسائل پر ایمان رہے گا جن کی تصدیق شریعت پاک اور قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے ہو چکی ہے اگرچہ عقل جزئی اس کی دریافت کیفیت سے عاجز ہو اور جو شخص ایسا نہ ہو اس کا ایمان بالغیب درست نہیں۔ وہ اپنے ہوائے نفس کا مرید اور تابع ہے نہ کہ تابع حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا

اس باب میں مسئلہ رویتِ باریتعالی شرح عقائد نسفی اور اس طرا اس کا ترجمہ عقائد تورپشتی مصنفہ جناب علامہ شہاب الدین تورپشتی رحمہ اللہ متوفی سنہ ۶۳۰ھ سے منقول و مذکور و مشروح ہوا۔ فقہ اکبر و شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۰۰ میں ہے

والله تعالى يُرى بصيغة المجهول اى ينظر
اليه بعين البصر فى الآخرة اى يوم القيامة
لقوله تعالى وجوه يومئذ اى يوم القيامة
ناضرة اى حسنة منعمة بهية مشرقة متهللة
الى ربها ناظرة اى تراه عيانا بلا كيفية
لا جهة ولا ثبوت مسافة فمن يرى ربه لا يلتفت
الى غيره ولقوله تعالى كلا انهم اى
الكفار عن ربهم اى عن رؤية ربهم
فلا يرونه الرحمن رحمة ربهم يومئذ لمحجوبون
پ ۳۰ سورہ مطففین اى لممنوعون اى
بخلاف الابرار والمؤمنين فانهم
فى نظرهم اليهم مقابلون ولقوله
صلى الله عليه وآله وسلم كما فى
الصحيحين وغيرهما انكم سترون
ربكم كما ترون ليلة البدر لا
تضامون فى رؤيته وفى رواية
لا تضارون وهو حديث مشهور
فى الصحيحين وغيرهما مذكور
وقد رواه احد وعشرون من
اكابر الصحابة ويراه المؤمنون
وهم فى الجنة باعين رؤسهم
لقوله عليه الصلوة والسلام على
ما رواه مسلم اذا دخل اهل الجنة
الجنة يقول الله تبارك وتعالى
تريدون شيئا ازيدكم فيقولون
الم تبيض وجوهنا الم تدخلنا الجنة
وتنجينا من النار قال فيرفع الحجاب

اى من وجوه اهل الجنة فنظروا
الى وجه الله سبحانه فما اعطوا
شيئا احب اليهم من النظر الى
ربهم ثم تلا قوله تعالى للذين
احسنوا الحسنى اى الجنة العليا
وزيادة اى النظر الى وجه
المولى وهو قول الاكثر من
السلف پ ۱۱ سورہ یونس ولا كيفية بلا
تشبيه اى رؤية مقرونة بتنزيه
لا مكنونة بالتشبيه ولا كمية اى فى
الصفة المنظورة ولا يكون بينه وبين
خلقه مسافة وقال الامام الاعظم
فى كتاب الوصية ولقاء الله تعالى
لاهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا
جهة حق ۔

دیدار الہی کے حق اور ثابت ہونے کے
متعلق عبارت مسطورہ مذکورۃ الصدر امام اعظم ابوحنیفہ
سید المجتہدین امام الفقہاء و امام الاولیاء والاصفیاء
سند المحدثین رضی اللہ عنہ اور حضرت علامہ فہامہ
مولانا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب مہذب
مثبت و مصرح ہے کہ دیدار الہی بلا کیف و بلا
جہت و بلا تشبیہ و بلا ہیئت اہل اسلام اہل
حق اہل سنت والجماعت کیواسطے حق و ثابت
ہے ۔

عبارت مسطورہ جو کہ حضرت امام الائمہ مسند
المجتہدین والمحدثین ابو حنیفہ اور مولانا علی القاری
علیہ رحمۃ الباری حنفی سے منقول مشہور ہے اس کا

ترجمہ مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالے کا دیدار کامل یوم آخرت
میں جنت میں ان سر کی آنکھوں سے ہوگا۔
جیسا کہ اللہ تعالے کا قول مقدس کہ داہل حق در اں
روز کہ قیامت است تازہ و تاباں باشند یعنی
وجوہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اولیاء رحمہم
اللہ و مومنان بعد از آں خود نگر ندہ باشند از روئے
عیاں بے حجاب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گفت
کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ
و بارک وسلم فرمودہ کہ فروترین اہل بہشت آنکس
کہ نظر کند بباغہا و نعمتہا و زناں و خدمتگاراں خود
تا ہزار سال راہ آنانرا بیند و گرامی ترین نزدیک
خدا تعالے کیست کہ نظر کند بوجہ الٰہی بامداد و شبان
گاہ یعنی بمقدار آں پس حضرت ابن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما ایں آیت بخواند اللھم انا نسئلك
النظر الی وجهك الكريم ؎

ہر کس بہشت آرزوئے دارد
عاشق بجز دیدن دیدار ندارد

(تفسیر حسینی)

قیامت کے دن بہت سے چہرے تر و تازہ شاداب
بدر منیر کسیطرح روشن بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ
روشن نعمتوں میں مشغول دیدار الٰہی جیسی نعمت کبریٰ
عظمٰے اعلےٰ سے سرفراز ہوں گے اور یہ دیدار الٰہی
بلا کیفیت بلا احاطہ بلا جہت بلا ہیئت بلا مسافت
جنت میں ہوگا جیسا کہ بخاری و مسلم میں مروی ہے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے مسلمانو
تم اپنے رب کو دیکھو گے بے حجاب جیسے تم چاند
بدر منیر کو بے حجاب دیکھتے ہو۔

.. جنت صبح و شام بے حساب جنت
کی نعمتوں میں مشغول ہوں گے کہ اللہ تعالے اپنے
نہایت امتنان و احسان و اکرام و انعام کے ساتھ
اہل جنت کے ساتھ کلام فرمائے گا کہ اے اہل
جنت اس جنت کی بے حساب نعمتوں میں سے
تم کو اور زیادہ نعمت سے سرفراز نہ فرماؤں کہ
جنت کی تمام نعمتیں اس نعمت کے مقابلہ میں
کچھ وقعت نہ رکھتی ہوں۔ اہل جنت عرض و
معروض میں مشغول ہو جائیں گے کہ اے مولی تعالے
تیری ذات گرامی وجود مقدس نے ہم کو کونسی نعمت
سے نہیں نوازا۔ ہم کو جہنم سے بھی رہا فرمایا۔
اللہ تعالے اہل جنت سے حجاب رفع
فرمائے گا۔ اس وقت اہل جنت دیدار الٰہی سے
سرفراز ہوں گے۔

ان احادیث مقدسہ سے بھی دیدار الٰہی
کا ثبوت کامل سر کی آنکھوں کے ساتھ نیز سورۃ مطففین
کی آیت سے بھی دیدار الٰہی کا ثبوت اہل جنت کیواسطے
ہوا اس واسطے کہ کفار مشرکین منافقین وغیرہم جن کے
واسطے خلود جہنم واجب ہوگیا وہ دیدار الٰہی سے محروم
و محجوب رہیں گے اہل جنت کو اپنے مولی تعالے سے
بڑی امیدیں ہیں جس طرح اہل جنت جنت کی بیحساب
نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ دیدار الٰہی سے بھی
نہایت ہی کامیاب ہوں گے۔ وللہ الحمد۔

حقا کہ ایشاں از کرامت و رحمت واضح
آنکست کہ از دیدار آفریدگار خود آنروز در پردہ شدگان
باشند یعنی ازاں محجوب و مہجور و محروم و محجوب شوند
از امام مالک رحمۃ اللہ تعالے علیہ معنیٔ ایں آیت

اطلاعات: ۲۸ رمئی ۱۹۷۱ء جمعۃ المبارک کو صوفی غلام رسول صاحب زرگر کے دولت خانہ پر تقریریں، ختم خواجگان اور ذکر حلقہ نہایت شاندار طریقہ سے اختتام پذیر ہوا۔

۵ رجون کو صوفی عبداللطیف صاحب ڈائی کٹر کے دولت خانہ پر منعقد ہوا۔ ختم شریف بھی ہوا اور از سرِ نو یارانِ طریقت کا سبق دھرا لے کا سلسلہ بھی ہو کر ذکرِ الٰہی نہایت تزک و احتشام سے ہوا۔ ہمارے لطیف صاحب یارانِ طریقت سے زردہ، گوشت روٹی وغیرہ سے متواضع ہوئے۔

۱۲ رجون کو صوفی محمد ریاض صاحب محلہ محمد آباد لائل پور میں منعقد ہوا۔ کافی گہما گہمی تھی۔ ختم شریف اور ذکرِ حلقہ بہت شان سے ہوا۔ اہلِ خانہ نے زردہ پلاؤ گوشت وغیرہ سے خوب تواضع کی۔

۱۹ رجون ۱۹۷۱ء کو بروز جمعۃ المبارک صوفی محمد بشیر خلف الرشید حاجی عبدالواحد مرحوم کے دولت خانہ پر ہو گا۔

(حاجی اللہ دِوا دعایا)

بابا آنکھیں دیتا جا

اس اشاعت میں اپنے محترم استاذ سیماب اکبر آبادی کی ایک اصلاحی نظم پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ یہ نظم آپ کی اگست ۱۹۳۶ء بابت ماہنامہ صوفی میں شائع ہوئی تھی اس نظم میں سینما کی خرابیوں اور تباہ کاریوں پر اور سینما کا شوق رکھنے والوں کی جہالت اور عدم بصیرت پر لطیف از مزید تبصرہ کیا ہے۔

گر خدا خود راستے میں آ کے ہو جلوہ نما
اور ہو مخلوق کو عین الیقیں اس بات کا

پھر مخاطب کر کے ہر رہرو کو وہ یہ حکم دے
"تو اگر میرا ہے آنکھیں اپنی دیتا جا مجھے"

ہے یقیں بندے جدا کر آنکھ جائیں گے نکل
دیدہ و دانستہ اس پر کون کرتا ہے عمل؟

سینما والے مگر ہر شہر میں لیل و نہار
دعوتِ اہلِ نظر کا دے رہے ہیں اشتہار

آؤ حسن و عشق کے پُر درد افسانے سنو
رقص دیکھو پردۂ سیمیں پہ اور گانے سنو

لوگ اٹھتے ہیں ان آوازوں سے رشتے جوڑنے
روز راتوں کو چلے جاتے ہیں آنکھیں پھوڑنے

ایک ہی مرکز پہ ہیں مزدور اور سرمایہ دار
جیب پر دونوں کی پڑتا ہے بقدرِ ظرف بار

اس غلام آباد کا یہ کر و فر تو دیکھئے
مال و زر کے ساتھ، ایثارِ نظر تو دیکھئے

اس پہ شکوہ کم نگاہی کا ہے ہندوستان کو!
دے خدا چشمِ بصیرت کاش اس نادان کو!

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیحضرت عظیم البرکت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ آستانہ عالیہ میں بخیر و عافیت ہیں۔ کبھی کبھی نقاہت اور پیرانہ سالی کی وجہ سے طبیعت ناساز ہو جاتی ہے مگر اللہ کا فضل و کرم شاملِ حال رہتا ہے۔ قارئین اور یارانِ طریقت کو اعلیحضرت کی صحت و شفا اور توانائی کے لئے دست بہ دعا رہنا چاہیئے۔

دیگر جملہ حضرات و صاحبزادگان ذی شان بھی بخیر و عافیت ہیں اور آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہیں۔

ماڑی شریف

موضع ماڑی شریف ضلع گجرات میں مؤرخہ ۲۹، ۳۰ جون مطابق ۱۵، ۱۶ [illegible] پیر سید غلام حسین شاہ صاحب بخاری کے زیرِ اہتمام حسب سابق سالانہ عرس شریف منعقد ہوا جس میں علماء کرام نے وعظ فرمایا اور پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے صدارت فرمائی اور لنگر خوانی ہوئی۔

اطلاع

جہلم میں ہمارے ادارے کی جملہ مطبوعات اور کتابیں مثلاً ملفوظات امیر ملت، افضل الرسل، خزانۂ تیراہی، پنج گنج اور رسالہ انوار الصوفیہ تازہ بہ تازہ مندرجہ ذیل پتہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں:

۱۔ کتب خانہ غوثیہ مہر بہ جی ٹی روڈ بلاڈہ جہلم

۲۔ صوفی فضل کریم ٹیلر ماسٹر محلہ اسلامیہ ہائی سکول جہلم

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

از مدیر مسئول

کھوڑ پکا کی روئیداد سے متاثر ہو کر

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حاجی مولانا محمد صدیق صاحب اور دیگر اعوان و اخوان نے جلسۂ و جلوس کو ایسا ہی روپ دیا ہوگا جیسا کہ مذکور ہے مگر ادارہ انوار الصوفیہ انہیں حضرات کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ قصبہ کھوڑ پکا میں عاشقانِ امیر ملت اور خادمانِ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں وہ کتنے پروانے ہیں جن کے نام ماہنامہ انوار الصوفیہ جاری ہے۔ صرف مولانا حاجی محمد صدیق صاحب کے نام یہ رسالہ جاری ہے، باقی اس قصبہ میں ہمارے جتنے پیر بھائی ہیں ان میں جناب حضرت چراغ نبی صاحب خلیفۂ مجاز بھی ہیں جن کے سینکڑوں مرید ہیں اور دیگر حضرات مناقب و قصائد پیش کرنے والے، عشق و محبت کی داستانیں بیان کرنے والے شعراء اور اساتذہ بھی ہیں۔ ان کو کیا معلوم کہ رسالہ انوار الصوفیہ ان ایام میں کن مشکلات سے دوچار ہے۔ میں حیران ہوں کہ لوگ تالی تو بہت ہیں مانتے پروانہ تو کیا اس سے بھی کوئی اوپر کا مقام بتلاتے ہیں مگر عملی طور پر وہ کچھ بھی نہیں کر رہے امیر ملت کی سب جماعت کی خدمت میں پر زور درخواست ہے کہ آج ہی مبلغ پانچ روپیہ سالانہ چندہ انوار الصوفیہ کا ارسال کر کے اپنے نام رسالہ جاری کرائیں ورنہ رسالہ اتنا غریب ہے کہ اس کے چند صفحات ضروری مضامین کو ترک کر کے ان کی روئیدادیں جو زلفِ محبوب اور شبِ دیجور سے بھی زیادہ طویل ہیں اشاعت کی گنجائش نہیں رکھتیں۔

حافظ نور احمد صاحب اور مولانا محمد صدیق صاحب اور جناب پروفیسر منشاد علی صاحب امید ہے کہ میری گزارش پر توجہ فرمائیں گے

امدادِ رسالہ

جناب محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ نے بوساطت کوکب ہدایت حاجی اللہ ودھایا مبلغ ۱۵/- روپے عطا فرمائے۔

ادارہ ان کی خدمت میں پوتے کی ولادت کی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

پیرزادہ سعید احمد صاحب بی اے کی دستاربندی

از قلم کوکبِ ہدایت حاجی اللہ ودھایا صاحب لائل پور

۲۱ مئی ۱۹۷۱ء بروز جمعۃ المبارک پیرزادہ صاحب کے گھر ختم شریف تھا۔ تقریباً تیس چالیس افراد کا مجمع تھا۔ ختم خواجگان شریف کے بعد اعلیٰحضرت سجادہ نشین صاحب دربار علی پور کی اجازت اور ارشاد سے برخوردار سعید احمد کو دستارِ خلافت سے نوازا گیا۔ اس کے بعد پیرزادہ سعید احمد صاحب کی طرف سے پر تکلف دعوت دی گئی۔

برخوردار سعید احمد صاحب ابھی ساتویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھے کہ فقیر ان کو حکیم خادم علی صاحب کی خدمت میں لے گیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب آپ کا یہ لڑکا ولی ہوگا۔ سال ۱۹۶۰ء پیر سید انور حسین شاہ صاحب نے ان کو امیر حلقہ کی اجازت سے نواز دیا۔ یہ واہ کینٹ میں ملازم تھے۔ قریباً دو سال ہوئے کہ اعلیٰحضرت سجادہ نشین صاحب شیخ کرامت اللہ صاحب کے گھر تشریف فرما تھے۔ وہاں پر صاحبزادہ سید افضل حسین شاہ صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب سعید احمد دین اور دنیا میں پاس ہو گیا ہے۔ ان تمام بزرگوں اور آپ کی نظرِ عنایت سے اور آپ کی اجازت سے ۲۱ مئی جمعہ کے دن دستار بندی کی فضیلت سے نواز دیا گیا۔

یہ تمام کاروائی فقیر نے دربار علی پور شریف میں تحریر کر دی اور عرض کیا جب تک آپ دستخط نہ فرمائیں گے میری یہ کاروائی اثر پذیر نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ۱۰-۶-۷۱ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے دستخط فرما کر تحریر واپس کر دی جو آپ کے رسالے میں شائع کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں۔

پیرزادہ سعید احمد صاحب بی۔اے

کی بارشادِ گرامی اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت سراج السالکین، زبدۃ العارفین، محبوبِ حبیبِ ربّ العالمین سجادہ نشین صاحب پیر حافظ الحاج سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ۲۱ مئی ۱۹۷۱ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ بروز جمعۃ المبارک ۵ بجے شام جلسہ یارانِ طریقت کے حلقہ میں دستار بندی کر دی گئی۔

فقیر اللہ ودھایا جماعتی نقشبندی صدر انجمن خدام الصوفیہ لائل پور ۲۲-۵-۷۱ — (دستخط سجادہ نشین صاحب)

جولائی ۱۹۶۱ء

ساقیٔ میخانہ

حضرت ادب مرحوم ملتانی

کونین ضیا بار ہوئے جس کی ضیا سے
فاران سے چمکا وہ کبھی غارِ حرا سے

انوار عیاں کیوں نہ ہوں اس قصرِ وفا سے
معمور ہے دل الفتِ محبوبِ خدا سے

ہے گرچہ سیہ فردِ عمل جرم و خطا سے
نومید مگر ہم نہیں آقا کی عطا سے

بیمارِ مدینہ ہوں میں بیمارِ مدینہ
ہوگا مجھے آرام مدینے کی ہوا سے

رحمت کی نظر ساقیٔ میخانۂ کوثر
رہ جائیں نہ ہم حشر کے میداں میں پیاسے

حاصل نہ ہوا اور رسولوں میں کسی کو
سرکارِ مدینہ کو ہے جو قرب خدا سے

گر سایۂ گیسوئے محمد سے بنی رات
تخلیق ہوا دن رخِ تاباں کی ضیا سے

لاریب ہیں سردارِ جوانانِ جناں کے
حسنین بشر یقین محمد کے نوا ـ ـ ـ

مداحِ محمد ہے ادب ربِ محمد
قرآن کی ہر سطر مزین ہے ثنا سے

روئیداد

عرس مبارک حضرت سراج الملت قدس سرہ العزیز، سرزمینِ کہروڑپکا میں بارانِ رحمت

زبدۃ العارفین، عمدۃ الکاملین اعلیٰحضرت امیر الملت قبلہ عالم الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے فرزند جلیل و نائبِ اکبر جامع شریعت و طریقت بحر العلوم سراج السالکین حضرت سراج الملت الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا عرس مبارک بتاریخ ۲ر جون ۱۹۷۱ء بمقام مسجد ملکاں کہروڑپکا رازی دوران فقیہ اعظم حضرت جوہر ملت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے نورِ نظر فخر دودمان عالی شان عالم باعمل کامل اکمل حضرت فخرِ ملت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی کی زیرِ صدارت نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ الحمد للہ! کہ پیکر صدق و اخلاص جناب حاجی صدیق احمد صاحب کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور تمام علاقہ کے مسلمان بالعموم اور یارانِ طریقت بالخصوص اس تقریب سے فیضیاب ہوئے۔

حضور فخرِ ملت مدظلہم العالی کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں، جلوس کا اہتمام کیا جا رہا تھا، آرائشی دروازے اور جھنڈیاں لگائے جا رہے تھے کہ حضرت ممدوح کمال سادگی کے ساتھ وقت مقررہ سے پہلے ہی تشریف لے آئے۔ حضرت قبلہ حافظ نور احمد صاحب قصوری آپ کی معیت میں تھے۔ خیر اسی وقت استقبالیہ مجلس منعقد ہوئی۔ مدرسہ غوثیہ کے طالبعلم عبدالرسول منصور صاحب نے حضرت کی شان میں ایک عربی قصیدہ پڑھا۔ دوسرے حضرات نے بھی مناقب پیش کیے۔ مدرسہ غوثیہ کے حضرات اساتذہ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت فخرِ ملت مدظلہ العالی طلبا سے ان کی لیاقت کے مطابق مختلف علمی سوالات دریافت فرماتے رہے۔ اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ یہ علم دوستی اور علم نوازی حضرت کو ورثہ میں ملی ہے۔

جناب حاجی صدیق احمد صاحب نے عرس مبارک کے اشتہار دور دور تک بھیجے تھے۔ ملتان، شجاع آباد، سکندرآباد، ہیلسی، وہاڑی، دھنوٹ، بسہ کوٹلہ، بہاول نگر وغیرہ سے کثیر تعداد میں یارانِ طریقت حاضر ہوئے۔ بیرونی اور مقامی مہمانوں کی خاطر مدارات قسم قسم کے مشروبات اور عمدہ عمدہ کھانوں سے کی گئی اور انہیں ہر طرح کی آسائش مہیا کی گئی۔ جناب حاجی صدیق احمد کے ساتھ ان کے برادرِ محترم رانا محمد شریف صاحب اور برادرزادگان عثمان خان، شاہنواز خان اور لیاقت علی خان صاحبان نیز راؤ شبیر احمد خان صاحب اور مختار خاں صاحب نے پورا پورا تعاون کیا ہے۔ ان سب حضرات کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ مولا کریم جل شانہٗ سب کو دونوں جہان میں اپنی خاص نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ؎

باقی باقی

پرسیدند فرمود کہ حق سبحانہ محجوب سازد اعدای خود تا دیدار روی وے نہ بینند و تجلی کند بر اولیائے خود تا بہ لقائے وے خود پرسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمود کہ لمحجوبون در شانِ کفار وارد شدہ دلالت مے کند بر آنکہ مومنانرا دولت دیدار خواہد بود و دوستاں محجوب نخواہند شد کہ آنگاہ میانِ دوست و دشمن فرق نماند۔ قطعہ:

گوئی کہ بہ بہشت میہمانی ست
بے دیدنِ میزبان چہ باشد
چوں دوست و دشمن را حجاب است
پس فرق درمیان چہ باشد
(تفسیر حسینی)

انہم عن ربہم یومئذٍ لمحجوبون ھا یوم القیمۃ فلا یرونہ (جلالین) اسی تفسیر کے حاشیہ پر ہے قولہ فلا یرونہ و عن مالک والشافعی فیہ دلیل علیٰ ان المؤمنین یرون ربہم۔

امام شافعی اور مالک رحمہما اللہ بھی جنت میں اہلِ جنت کی رؤیت اللہ تعالےٰ کے معتقد ہیں سورہ یونس میں جو آیت دربارہ دیدارِ الٰہی شرح فقہ اکبر سے استدلالاً استشہاداً مسطور مندرجہ بالا ہے للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ مر آں کساں را کہ نیکوئی کردند یعنی ایمان آوردند مثوبہ حسنیٰ دپاداش نیکو است یعنی بہشت وزیادہ جمہور محققاں برآنند کہ زیادہ لقائے حق تعالےٰ است (تفسیر حسینی)

تفسیر جلالین میں ہے للذین احسنوا بالایمان الحسنی الجنۃ و زیادۃ ہے النظر الیہ تعالےٰ کما فی حدیث مسلم۔

خیال رہے کہ مسلمان سنی کیواسطے قرآن مجید اور حدیث شریف کے بعد عقائد کو مضبوط و محکم کرنے کے واسطے ایک درسی کتاب شرح عقائد النسفی اور شرح مقاصد اور شرح مواقف ہے اور عقائد میں اہلِ سنت والجماعت کے واسطے اور کتب بھی ہیں مثلاً شرح فقہ اکبر جس کا متن فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ اور اس کی شرح، شرح فقہ اکبر ملا علی القاری ہے اور ان کے علاوہ اور کتاب عقائد میں "الصراط السوی" جس کے مصنف علامہ شہاب الدین تورپشتی حنفی ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے مطالعہ کرنے کی تاکید مقتدائے نقشبندیاں مجددیاں حضرت امام ربانی قطب و شہبازِ لامکانی مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ نے اپنے اول دفتر کے کسی مکتوب ۱۹۳ میں اپنے خلفاء اور متوسلین اور مریدین کو کی ہے اور کتاب مسطور کی بہت تعریف کی ہے۔ مندرجہ بالا کتب سے مسئلہ مذکورہ کو واضح کر دیا ہے۔

اب امام ربانی مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ مسئلہ مذکور میں سن لیں۔ آپ اپنی کتاب مستطاب مکتوبات کے دفتر اول مکتوب ۲۶۶ عقیدہ یازدہم میں فرماتے ہیں "وحضرتِ حق سبحانہ وتعالےٰ را مؤمناں در آخرت بہ بہشت خواہند دید بے جہت و بے کیف و بے شبہ و بے مثال این مسئلہ ایست کہ جمیع فرقِ اہلِ ملت و غیر اہلِ ملت غیر اہل سنت ہمہ منکر آنند و رویت بے جہت و بے کیف را تجویز نمے

نماید حتی کہ شیخ محی الدین ابن عربی نیز روایت آخرت
را متجلی صوری فرود می آرد و بجز این تجلی تجویز نمی نماید
روزے حضرت ایشاں از شیخ نقل می کردند کہ
اگر معتزلہ رویت را بمرتبہ تنزیہ مقید نمی کردند و بہ
تشبیہ نیز قائل می گشتند در رویت واایں تجلے
نیز می دانستند ہرگز از رویت انکار نمی کردند و محال
نمی دانستند یعنی انکار ایشاں از بے جہتے و بے کیفی
است پوشیدہ نماند کہ رویتِ آخرت را بتجلے صوری
فرود آوردن فی الحقیقت انکار کردن است مر
روایت را سے

یراہ المؤمنون بغیر کیف
وادراک وضرب من مثال

سے مومن خدا کو دیکھیں گے جنت میں خوش خصال
بے کیف و بے جہت بے شبہ و بے مثال

امام ربانی رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب میں بیان
فرما دیا ہے کہ تمام اہل سنت وجماعت جنت میں
دیدارِ الٰہی کے قائل ومعتقد ہیں ماسوا حضرت محی الدین
ابن عربی کے وہ آیات واحادیث کی تاویل کرتے ہیں
اہل سنت والجماعت کی مشہور کتاب
بستان العارفین جس کے مصنف حضرت فقیہ
ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے زمانہ اقدس
کو تقریباً ہزار سال ہو گئے ہیں اور وہ حضرت امام
ابو یوسف کے پانچویں واسطے سے شاگرد ہیں الباب
الخامس والعشرون بعد المائۃ فی الکلام فی الرؤیۃ" میں
مسئلہ ہذا کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان
فرماتے ہیں: قال الفقیہ رحمہ اللہ تکلم الناس
فی الرؤیۃ قال بعضھم لا یری الباری سبحانہ وتعالیٰ

لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ وقال بعضھم یراہ
اھل الجنۃ فی الآخرۃ بغیر کیف ولا تشبیہ
کما شاء اللہ وبہ ناخذ وھذا القول
اصح وابعد من البدعۃ - اس مسئلہ میں اہلِ
بدعت نے انکار کیا ہے مگر ہم اہل سنت والجماعت
اس عقیدہ اسلام کے پابند ہیں اور اسی عقیدہ
ضروریہ کے معتقد اور پسند کرنے والے ہیں کہ آخرت میں
اہل سنت والجماعت کو دیدارِ الٰہی ہوگا اور یہی عقیدہ بدعت
سے دور ہے اور سنت سے قریب ہے اللہ تعالیٰ نے
ہمارا اسی عقیدہ پر خاتمہ کرے۔

شیخ تورپشتی فرماتے ہیں کہ جب مومن جنت میں
جائیں گے تو حجاب اٹھ جائیں گے اور دیدارِ الٰہی کے موانع
کمزور ہو جائیں گے اور ان کو کوئی چیز سوائے ہیبت الٰہی
کے ہیبت جلال اور مشاہدہ جمال ردائے کبریا دیدارِ الٰہی
سے باز نہ رکھے گی اور یہ امور صرف رأفت رحمت اور
فضل الٰہی سے دور ہوں گے قال الحافظ ابن حجر
وحاصلہ ان رداء الکبریاء مانع الرؤیۃ الخ سے

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد
در کلبہ گدایاں سلطان چہ کار دارد

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العلمین والحمد للہ اولا واخرا وظاھرا
وباطنا وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ
واصحابہ وازواجہ اجمعین، ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم۔